دوسرے کی سفارش کا سبب ہوں گے نیز نیک لوگوں کو دنیا میں بھی آپس میں خلوص کے ساتھ اور بے لوث محبت نصیب ہو جاتی ہے ورنہ تعلقات اغراض کے محتاج رہتے ہیں۔

قرآن کو آپ ﷺ سے ہی سمجھا جا سکتا ہے

اور اے میرے حبیب ﷺ یہ قرآن آپ کی زبان پر سہل کر دیا گیا ہے یعنی آپ ﷺ سمجھائیں تو بہت آسان ہے ورنہ انسانی شعور سے بالاتر ہے کہ کوئی آپ ﷺ کی ذات سے الگ ہو کر سمجھنا چاہے تو تاریخ گواہ ہے ایسے لوگ گمراہ ہو گئے کہ آپ ﷺ نیک بندوں کو بشارت دیں اور جھگڑنے والے بدکاروں اور کفار کو آنے والے بُرے انجام سے بروقت ڈرائیں کفر اور بدکاری کا دنیاوی انجام تو ان کے سامنے بھی ہے کہ اس جُرم میں کیسی کیسی نامور قومیں تباہ ہوئیں کیا اب کوئی ان کی بھنک بھی پاتا ہے؟ یعنی صفحہ ہستی سے یوں مٹ گئیں جیسے تھیں ہی نہیں اور آخرت کے عذاب اس پر مزید۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مِائَۃٌ وَّ خَمْسٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّ ثَمَانُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
طٰهٰ ۚ ① مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
لِتَشْقٰۤى ۙ ②
اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ ③
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ
الْعُلٰى ؕ ④
اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤
لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥
وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ
وَاَخْفٰى ⑦
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ⑧
وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ ⑨
اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّىْۤ
اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

وقف لازم

سورۂ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
طٰہٰ ① (اے محمدؐ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں
کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ②
بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کیلئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے ③
یہ اس ذات کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے
اونچے آسمان بنائے ④
(یعنی خدائے) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا ⑤
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان
دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے ⑥
اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ
بات تک کو جانتا ہے ⑦
(وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسکے (سب) نام اچھے ہیں ⑧
اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے ⑨
جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو
میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں

TÂ HÂ

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Tâ Hâ.
2. We have not revealed unto thee (Muhammad) this Qur'ân that thou shouldst be distressed,
3. But as a reminder unto him who feareth,
4. A revelation from Him Who created the earth and the high heavens,
5. The Beneficent One, Who is established on the Throne.
6. Unto Him belongeth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth, and whatsoever is between them, and whatsoever is beneath the sod.
7. And if thou speakest aloud, then lo! He knoweth the secret (thought) and (that which is yet) more hidden.
8. Allah! There is no God save Him. His are the most beautiful names.
9. Hath there come unto thee the story of Moses?
10. When he saw a fire

and said unto his folk: Wait! Lo! I see a fire afar off. Peradventure I may bring you a brand therefrom or may find guidance at the fire.

11. And when he reached it, he was called by name: O Moses!

12. Lo! I, even I, am thy Lord. So take off thy shoes, for lo! thou art in the holy valley of Tuwa.

13. And I have chosen thee, so hearken unto that which is inspired.

14. Lo! I, even I, am Allah. There is no God save Me. So serve Me and establish worship for My remembrance.

15. Lo! the Hour is surely coming. But I will to keep it hidden that every soul may be rewarded for that which it striveth (to achieve).

16. Therefore let not him turn thee aside from (the thought of) it who believeth not therein but followeth his own desire lest thou perish.

17. And what is that in thy right hand, O Moses?

18. He said: This is my staff whereon I lean, and wherewith I beat down branches for my sheep, and wherein I find other uses.

19. He said: Cast it down, O Moses!

20. So he cast it down, and lo! it was a serpent gliding.

21. He said: Grasp it and fear not. We shall return it to its former state.

22. And thrust thy hand within thine armpit, it will come forth white without hurt. (That will be) another token,

23. That We may show thee (some) of Our greater portents,

24. Go thou unto Pharaoh! Lo! he hath transgressed (the bounds).

تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ کے مقام کا رستہ معلوم کر سکوں ١٠
جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ ١١
میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو
تم یہاں پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو ١٢
اور میں نے تمکو انتخاب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو ١٣
بیشک میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری
عبادت کیا کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو ١٤
قیامت یقیناً آنیوالی ہے میں چاہتا ہوں کہ اُس (کے وقت) کو
پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اسکا بدلہ پائے ١٥
تو جو شخص اسپر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے (کہیں)
تمکو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک ہو جاؤ ١٦
اور موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ ١٧
اُنہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لگاتا ہوں
اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور
اس میں میرے لئے اور بھی کئی فائدے ہیں ١٨
فرمایا کہ موسیٰ اسے ڈال دو ١٩
تو انہوں نے اسکو ڈال دیا اور وہ ناگہاں سانپ بنکر دوڑنے لگا ٢٠
خدا نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو اور ڈرنا مت. ہم اس کو ابھی اسکی
پہلی حالت پر لوٹا دیں گے ٢١
اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا لو وہ کسی عیب (و بیماری) کے
بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا. (یہ) دوسری نشانی ہے ٢٢
تاکہ ہم تمہیں اپنی نشانات عظیم دکھائیں ٢٣
تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) وہ سرکش ہو رہا ہے ٢٤

أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠
فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ١١
إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ١٢
وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ١٣
إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ١٤
إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ
كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ١٥
فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا
وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ١٦
وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ١٧
قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَ
أَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ
أُخْرَىٰ ١٨
قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ١٩
فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ٢٠
قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا
سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ٢١
وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ
بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ٢٢
لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ٢٣
ع اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ٢٤

اسرار و معارف

سورۃ طٰہٰ ۔ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کا عجیب واقعہ جو انہیں فرعون کے ساتھ پیش آیا

بیان کرتی ہے اس سے بھی عجیب واقعہ خود اہلِ مکہ میں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اسی کے سبب سے ہوا۔ ایک روز تنگ آکر گھر سے نکل پڑے کہ اس شخص نے شہر کا سکون چھین لیا ہے آخر ایک ہی تو بندہ ہے قتل کر کے قصہ ختم کرنا چاہیے۔ مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات تھی راستے میں ایک صحابی رضؓ ملے تیور دیکھ کر پوچھا کیا ارادے ہیں۔ کہا یہ نئے مذہب والا افسانہ ختم کیا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی اور طرف جانے سے پہلے گھر کی خبر لو تمہاری تو بہن بھی مسلمان ہو چکی ہے۔ بڑے غصے میں پلٹے تو بہن کے دروازے پہ جا پہنچے اندر حضرت خبابؓ بن ارت انہیں اور ان کے خاوند کو یہی سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے تھے جس کی آواز انہوں نے بھی سُنی کچھ سمجھ نہ آیا۔ دروازہ کھولنے کو کہا تو انہوں نے حضرت خبابؓ کو چُھپا دیا۔ دروازہ کھولا اور پوچھا تم کچھ پڑھ رہے تھے انہوں نے ٹالنا چاہا مگر کہا میں نے سنا ہے تم نے بھی نیا دین قبول کر لیا ہے اور بہنوئی پر جھپٹے۔ بہن آڑے آئی تو اس کا سر پھٹ گیا تو ان دونوں نے برملا کہہ دیا کہ آپ نے ٹھیک سُنا ہے اور جو کر سکتے ہیں ضرور کریں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حملہ حیدری جو شیعہ کی معروف تاریخ سے ہے علامہ باذل ایرانی کے اشعار نقل فرماتے ہیں کہ ان کی بہن نے کہا ؎

گر شاد باشی ور ملول — نمودیم دینِ محمد قبول

گر بکشی سر برآریم پیش — ولے باز نگردیم از دینِ خویش

ترجمہ :۔ آپ خوش ہوں یا رنجیدہ خاطر حق یہ ہے کہ ہم نے دینِ محمد قبول کر لیا ہے۔ اگر آپ قتل بھی کرنا چاہیں تو سر حاضر ہے مگر اب ہم اپنے دین سے واپس نہ ہوں گے۔ پھٹے ہوئے سر اور بہتے ہوئے خون کے ساتھ بہن کے ان الفاظ نے ان کا دل ہلا دیا۔ کہنے لگے آخر پڑھ کیا رہے تھے مجھے بھی تو دکھاؤ۔ صاحبِ علم تھے اور کلام کے حُسن و قبحہ سے واقف مگر انہوں نے فرمایا بھائی یہ صحیفہ پاک ہے اور آپ نجس۔ اگر دیکھنا ہو تو غسل کر لو۔ یعنی قرآن وقتِ نزول سے

جس قدر قرآن نازل ہوتا لکھ لیا جاتا

لکھا جاتا تھا۔ یہ درست نہیں کہ عہدِ عثمانی میں لکھا گیا۔ ہاں اہلِ عرب نے اپنی اپنی لغت میں لکھنا شروع کر دیا تھا اور وہ بھی جب اسلام عرب میں پھیل گیا تو حضرت عثمانؓ نے سب کو پھر اسی ایک لہجے پر جمع فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

انہوں نے غسل کر کے وہ ورق اٹھایا پڑھا تو اسی مبارک سورہ کی ابتدائی آیات تھیں ششدر رہ گئے کہ

کس قدر عجیب کلام ہے وہ کتنی عظیم ذات ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہی سب کچھ ہے۔ یہ سُن کر حضرت خبابؓ بھی باہر آگئے اور فرمایا عمر کل میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سُنا کہ اللہ ابی الحکم بن ہشام یا عمر بن الخطاب میں سے ایک کو اسلام کی قوت بنا دے۔ میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ وہ دعا تمھارے حق میں قبول ہوگئی۔ اس طرح حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ جاکر ایمان قبول کیا جو بہت مشہور واقعہ ہے۔

مرید اور مراد

اور حضرت عمرؓ مرادِ نبی قرار پائے جبکہ باقی ساری اُمت مریدِ نبی۔ یہ آپ کی ذاتی اور جزوی فضیلت ہے۔

طٰہٰ حروفِ مُقطّعات جن کی بات پہلے گذر چکی کہ یہ اللہ واس کے رسولؐ کے درمیان بھید ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ آپ پر مشقت بن جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن بھر تبلیغ میں مشقت اٹھاتے تو رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ تلاوت کرتے کرتے پاؤں مبارک سوج جاتے اللہ کریم نے اس سے منع فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد آپؐ اوّل رات آرام فرماتے اور آخر رات تہجد میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فعل خالص قربِ الٰہی کے لیے تھا تو اللہ نے خود کو مشقت میں ڈالنے سے منع فرمایا تو حصولِ دنیا کے

حصولِ دُنیا کیلئے قرآن کے چلّے اور رت جگے

لیے قرآن کے چلے کاٹنا اور راتوں کو ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر پڑھنا کیسے درست ہو سکتا ہے بلکہ خود اس غرض سے قرآن پڑھنے کی صورت جائز نہ ہوگی۔ ہاں تلاوت سمجھنے کے لیے کرے۔ اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ اسکے بعد اپنے دنیا کے کاموں کے لیے بھی ضرور دعا کرے تو درست ہے۔ یہی مفہوم ان احادیثِ مبارکہ کا بھی ہے جن میں قرآنی سورتوں کا پڑھنا بعض امور میں مفید بتایا گیا ہے کہ تلاوت تو خلوص سے اللہ کی رضا کی خاطر کرے اور دعا بھی کرے محض حصولِ دنیا کا ذریعہ نہ بنالے کہ ضرورت پڑی تو ساری رات پڑھا کام نکل گیا تو چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

بلکہ یہ کتاب تو ایسے لوگوں کے لیے جن میں اللہ کا خوف اور خشیت پیدا ہو جائے نصیحت اور رہنما ہے۔

امام ابن کثیرؒ نے یہاں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس کا مفہوم ہے کہ اللہ روزِ حشر علماء سے فرمائے گا میں نے تمھیں علم ہی اس لیے دیا تھا کہ تمھیں بخش دوں خواہ تم نے کتنے قصور کیے مجھے پرواہ نہیں مگر یہ یاد رہے کہ عالم وہی شمار ہوگا جس میں اللہ کی خشیت بھی موجود ہوگی کہ فرمایا "لِمَنْ یَخْشٰی"، اور یہ کسی ایسی ہستی کی باتیں نہیں ہیں جسے جہان کی خبر ہی نہ ہو یہ تو اس کا کلام ہے اور اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمینوں کو اور آسمانوں کی بلندیوں

کو بنایا ہے اور ان کی ہر شے اور ہر بات اس کی پیدا کی ہوئی ہے نیز بنانے کے بعد بھی تو ان کو چھوڑ نہیں

استوائے علی العرش

دیا بلکہ وہ بہت بڑا مہربان عرش پہ قائم ہے مراد ہے کہ عرشِ الٰہی کو ان سب باتوں کا مرجع اور مدار بنا دیا ہے یا جدید لغت میں عرش ان سب زمینوں اور آسمانوں کا صدر دفتر یا سیکرٹریٹ ہے ورنہ اللہ جگہ اور جہت سے بہت بلند اور پاک ہے۔ آجکل مسلمانوں کا طبقہ اس مذہب کی اشاعت کرتا ہے کہ اللہ ذاتی طور پر تو عرش پر تشریف فرما ہے مگر اس کا علم ہر شے کے ساتھ ہے جبکہ حق یہ ہے کہ اس کی ذات ہر شے کو محیط ہے اور متقدمین مفسرین نے اس بات کا خوب جواب دیا ہے کہ اگر یہ جانا جائے کہ اللہ کرسی پر تشریف فرما ہے تو اس کی ایک جہت تو معلوم ہوئی جو کرسی کے ساتھ ہے تو محدود ہوا اور محدود فانی ہوتا ہے لہٰذا یہ عقیدہ درست نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ نوٹ دیا ہے کہ سلف صالحین کا عقیدہ یہ ہے کہ معنیٰ معلوم کیفیت مجہول یعنی کیفیت کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا۔

اور سب کچھ جو آسمانوں میں ہے یا زمینوں پر ہے یا زیرِ زمین جہاں انسانی علوم و آلات بھی نہیں پہنچ پاتے وہ اسی کا ہے کوئی آواز سے بولے یا دل میں سوچے وہ سب جانتا ہے بلکہ وہ ایسی باتیں بھی جانتا ہے جو فی الحال سوچنے والے کے دل میں بھی نہیں آئیں اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں اور سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔

تو کیا آپ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنا؟ کہ اس میں وہ مشکلات بیان ہوئیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغِ رسالت میں پیش آتی ہیں اور یقیناً آپ کو بھی آئیں گی لہٰذا ساری رات کھڑا رہنے کی بجائے آپ کو اس طرف متوجہ کرنا مقصود تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ محض چلہ کشی وغیرہ سے مخلوق کی اصلاح کے لیے محنت کرنا

خلقِ خدا کی اصلاح کے لیے محنت زیادہ افضل ہے

افضل بھی ہے اور ضروری بھی یہاں اس واقعہ کو اس جگہ سے لیا ہے جب انہیں نبی و رسول کی حیثیت سے مبعوث فرمایا گیا۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ فرعون نے ان کے قتل کا حکم دیا تو وہ اس کے سپاہیوں سے بچ کر ملک سے نکل گئے۔ مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے۔

شادی بھی کی اور ان کی خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ جتنے عرصے کا وعدہ کیا تھا پورا کر کے رخصت ہوئے کہ گھر میں رہ جانے والوں ماں بہن اور بھائی سے بچھڑے دس برس ہو چکے تھے اور اتنے عرصے میں بات بھی پرانی ہو چکی ہوگی تو چھپ چھپا کر روانہ ہوئے۔ خادم اور اہلیہ ساتھ تھیں راستے سے ہٹ کر سفر کر رہے تھے کہ طور پہاڑ کی دائیں جانب وادی میں پہنچے تو رات نے آلیا موسم سرد تھا لہٰذا رات کو ٹھنڈ مزید بڑھ گئی تو طور کی ایک گھاٹی میں روشنی دیکھی۔ سمجھے آگ ہے تو گھر والوں سے فرمایا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگ لے کر آتا ہوں اور وہاں یقیناً کوئی راہ بتانے والا بھی مل جائے گا۔ جب وہاں پہنچے تو عجیب منظر تھا کہ ایک درخت کو آگ نما شعلوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور وہ بجائے جلنے کے مزید شاداب اور تروتازہ لگ رہا تھا۔ اسی حیرت میں غرق تھے کہ آواز آئی، اے موسیٰ میں تمہارا پروردگار تم سے بات کر رہا ہوں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز اس طرح سُنی کہ ہر طرف سے آرہی ہے اور صرف

الہام یا القاء وجدان میں یقین کی کیفیت موجود ہوتی ہے

کان ہی نہیں سُن رہے سارا بدن کان بن گیا ہے اور سارا بدن سُن رہا ہے۔ یہاں یہ سوال بھی نقل فرمایا کہ بھلا انھیں یقین کیسے آیا کہ یہ رب ہی کی آواز ہے تو جواب خوب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ان کے قلب کو اس پر مطمئن کر دیا کہ یقین کرلیں۔ یعنی جن اہلِ اللہ کو کشف نہ بھی ہو مگر وجدان نصیب ہو تو اللہ کی طرف سے بات ان کے قلب میں آجاتی ہے اور اس کے ساتھ یقین کی دولت بھی ہوتی ہے کہ قلب مطمئن ہو جاتا ہے۔ اگر شیطانی القا شامل ہو جائے تو یقین کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

اللہ کا کلام بلا واسطہ سُننا

مفسرین کرام نے یہاں احادیث کا حوالہ بھی دیا ہے اور ظاہر بھی ہے کہ جب پکارا ہی براہِ راست یا موسیٰ کہہ کر گیا تو آپ نے کلامِ ربانی کو بلا واسطہ سنا۔ گویا اللہ چاہے تو اللہ کا کلام بلا واسطہ سُننا نصیب ہو سکتا ہے کہ معجزاتِ انبیاءؑ ہی کرامات اولیاء بنتے ہیں۔ نیز ارشاد ہوا کہ جوتے اتار دیں کہ آپ طویٰ کی مقدس وادی میں ہیں۔ ایک تو جوتے اتارنا ادب کا اظہار بھی ہے نیز اس وقت

جوتے اگر پاک ہوں تو اُن میں نماز ادا کی جا سکتی ہے

غالباً جوتے بغیر دباغت کے کھال سے بنتے تھے۔ اگر دباغت کی گئی ہو اور جوتے پاک ہوں تو اُن میں نماز تک درست ہے۔ آپؐ سے اور صحابہؓ سے ثابت ہے مگر یورپ

اور مغرب کے بنے ہوئے جُوتوں کو خوب پرکھنا چاہیے کہ اندر اکثر سوٴر کا چمڑہ لگا دیتے ہیں اور وہ دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتا۔ ان میں نہ نماز ہوگی اور اگر چُھو گیا تو پاؤں بھی ناپاک ہو جائے گا۔

اور میں نے تمھیں نبوت و رسالت کے لیے چُن لیا ہے کہ نبوت ہمیشہ اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا جو وحی آرہی ہے اُسے پوری توجہ سے سُنیں اور اسی طرح حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قرآن کو پورے ادب اور توجہ سے سُنا جائے حتیٰ کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ یا کوئی عضو بھی کسی اور حرکت میں مصروف نہ ہوں تو اللہ کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کر اور میری یاد اور میرے ذکر کے لیے نماز ادا کیا کر۔

قرآن سُننے کا ادب

صاحبِ معارف فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ نماز کی روح ہے اور نماز میں دل سے، زبان سے، اعضا و جوارح سے ذکر کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ بہر حال عبادات سب محدود ہیں جبکہ ذکر ہر حال اور ہر آن لازم ہے اور بیشک قیامت قائم ہونے والی ہے۔

ذکر اللہ نماز کی روح ہے

یہ اللہ کی حکمت کہ اس کے وقت کو ہر ایک سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے جس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ہر نفس کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے یہ تو اللہ کریم کا احسان ہے کہ بندوں کو اس کے قائم ہونے کی خبر کر دی کہ اس روز کے لیے تیاری کر سکیں ورنہ ہر شخص کے سر پہ اس کی شخصی قیامت یعنی موت کھڑی ہے اور پھر سب عالم کو یکجا حاضر آ کر جواب دینا ہے اور کوئی منکرِ قیامت کسی طور بھی اللہ کی عبادت سے نہ روک سکے نہ طاقت سے اور نہ لالچ سے کہ وہ خود تو دنیا اور خواہشاتِ نفس میں ڈوب کر ایمان کھو چکا ہے اور کسی ماننے والے یا ایماندار کو نہ روک دے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ پھر ارشاد ہوا یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا بارے الٰہا یہ عام سی لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگا لیتا ہوں اور بکریاں چرانے میں کام آتی ہے اور بہت سے کاموں میں استعمال کرتا ہوں۔ بڑا سادہ سا سوال تھا اور مختصر جواب دیا جا سکتا تھا کہ عصا ہے مگر عجب لطف و کرم کی بارش دیکھی تو مزید دامن بھر لیا کہ ساری کائنات میں سب سے زیادہ پُر لطف اللہ کا کلام ہے اور پھر جب کسی کو بلا واسطہ نصیب ہو تو کیا کہنے۔ جنت کی بے شمار نعمتوں میں سے سب سے زیادہ لذیذ دیدارِ باری اور لطفِ کلام ہی ہوگا جو اللہ جسے چاہے یہاں بھی نصیب کر دے۔ لوگ شہروں کی رونقوں پہ فدا ہیں اور وہاں جنگل میں بحرِ کرم کی موجیں اُٹھ اُٹھ کر تجلیاتِ ذاتی

حُسنِ طلب

گو بے نقاب کر رہی ہیں مگر حُسنِ طلب میں حدِ ادب بہر حال شرط ہے۔ اگرچہ بات لمبی ضرور کرلی مگر اتنی نہیں کہ حدِ ادب عبور کر جائے اور بہت سے کام بھی اس سے لیتا ہوں کہہ کر مختصر بھی کردی۔ سبحان اللہ۔

ارشاد ہوا پھینک دو اسے اے موسیٰ۔ جب آپ نے ڈال دیا تو ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا جو اِدھر اُدھر دوڑنے لگا تو بتقاضائے بشریت آپ ذرا جھجکے۔ ارشاد ہوا خوف نہ کھائیں اور اسے پکڑ لیں۔ جیسے آپ اسے پکڑیں گے ہم اسے پہلی صورت پہ لوٹا دیں گے یعنی پھر سے عصا بن جائے گا اور اپنا ہاتھ بغل میں دے کر نکالیں ۔ وہ روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسرا معجزہ ہے اور یہ اس لیے ہے کہ آپ اللہ کی قدرت کا تماشا کرلیں۔ اب یہ دلائل نبوت لے کر فرعون کے پاس جائیں کہ وہ حد سے بڑھ چکا ہے۔ ثابت ہوا کہ نبی کا معجزہ اس کی صداقت کی دلیل

معجزہ دلیلِ حقانیّت اور نبی کی قوّت اس کی صداقت ہوتی ہے

ہوتا ہے اور اس کی اصل قوت اس کی صداقت ہی ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوتا ہے لہٰذا ولی کی کرامت بھی وہ محیّر العقول واقعہ ہوگا جو نبی ؑ کی صداقت کی دلیل اور قیامِ دین کا سبب بنے ورنہ شعبدہ بازی ہوگی نیز ولی کے کردار کی صداقت بھی ساتھ ہوگی۔ تب ظہور کرامت ہو سکے گا۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾
کہا میرے پروردگار اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دے ﴿٢٥﴾
25. (Moses) said: My Lord! Relieve my mind.

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾
اور میرا کام آسان کردے ﴿٢٦﴾
26. And ease my task for me;

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾
اور میری زبان کی گرہ کھول دے ﴿٢٧﴾
27. And loose a knot from my tongue,

يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾
تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں ﴿٢٨﴾
28. That they may understand my saying.

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾
اور میرے گھر والوں میں سے ایک کو میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما ﴿٢٩﴾
29. Appoint for me a henchman from my folk,

هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾
(یعنی) میرے بھائی ہارون کو ﴿٣٠﴾
30. Aaron, my brother,

اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾
اس سے میری قوت کو مضبوط کر ﴿٣١﴾
31. Confirm my strength with him,

وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾
اور اسے میرے کام میں شریک کر ﴿٣٢﴾
32. And let him share my task,

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾
تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں ﴿٣٣﴾
33. That we may glorify Thee much,

وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾
اور تجھے کثرت سے یاد کریں ﴿٣٤﴾
34. And much remember Thee.

إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾
تو ہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے ﴿٣٥﴾
35. Lo! Thou art ever Seeing us.

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يٰمُوسٰى ﴿٣٦﴾

فرمایا۔ موسیٰ تمہاری دُعا قبول کی گئی ﴿٣٦﴾

36. He said: Thou art granted thy request, O Moses.

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرٰى ﴿٣٧﴾

اور ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا ﴿٣٧﴾

37. And indeed, another time, already We have shown thee favour,

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلٰى أُمِّكَ مَا يُوحٰى ﴿٣٨﴾

جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے ﴿٣٨﴾

38. When We inspired in thy mother that which is inspired,

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِي ﴿٣٩﴾

(وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسکو کنارے پر ڈال دیگا (اور) میرا اور اسکا دشمن اُسے اُٹھا لیگا۔ اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اسلئے کہ تم پر مہربانی کیجائے) اور اسلئے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ ﴿٣٩﴾

39. Saying: Throw him into the ark, and throw it into the river, then the river shall throw it on to the bank, and there an enemy to Me and an enemy to him shall take him. And I endued thee with love from Me that thou mightest be trained according to My will.

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلٰى أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يٰمُوسٰى ﴿٤٠﴾

جب تمہاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا شخص بتلاؤں جو اسکو پالے۔ تو (اس طرح) ہم نے تمکو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کریں اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے تم کو غم سے مخلصی دی اور ہم نے تمہاری (کئی بار) آزمائش کی۔ پھر تم کئی سال اہل مدین میں ٹھیرے رہے۔ پھر اے موسیٰ تم (قابلیت رسالت کے) اندازے پر آپہنچے ﴿٤٠﴾

40. When thy sister went and said: Shall I show you one who will nurse him? and We restored thee to thy mother that her eyes might be refreshed and might not sorrow. And thou didst kill a man and We delivered thee from great distress, and tried thee with a heavy trial. And thou didst tarry years among the folk of Midian. Then camest thou (hither) by (My) providence, O Moses,

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾

اور میں نے تم کو اپنے (کام کے) لئے بنایا ہے ﴿٤١﴾

41. And I have attached thee to Myself.

اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾

تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ﴿٤٢﴾

42. Go thou and thy brother, with My tokens, and be not faint in remembrance of Me.

اذْهَبَا إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰى ﴿٤٣﴾

دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے ﴿٤٣﴾

43. Go, both of you, unto Pharaoh. Lo! he hath transgressed (the bounds).

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾

اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے ﴿٤٤﴾

44. And speak unto him a gentle word, that peradventure he may heed or fear.

قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغٰى ﴿٤٥﴾

دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر تعدی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے ﴿٤٥﴾

45. They said: Our Lord! Lo! we fear that he may be beforehand with us or that he may play the tyrant.

قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرٰى ﴿٤٦﴾

(خدا نے) فرمایا کہ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں ﴿٤٦﴾

46. He said: Fear not. Lo! I am with you twain, Hearing and Seeing.

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾

(اچھا) تو اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپکے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے اور انہیں عذاب نہ کیجئے۔ ہم آپکے پاس آپکے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں۔ اور جو ہدایت کی بات مانے اسکو سلامتی ہو ﴿٤٧﴾

47. So go ye unto him and say: Lo! we are two messengers of thy Lord. So let the Children of Israel go with us, and torment them not. We bring thee a token from thy Lord. And peace will be for him who followeth right guidance.

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ
مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾
قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾
قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ
ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾
قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾
قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ
رَبِّي وَلَا يَنسَى ﴿٥٢﴾
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَ
سَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٣﴾
كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ ع

ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے
اس کے لئے عذاب (تیار) ہے ﴿٤٨﴾
(غرض موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس گئے) اُنے کہا کہ موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ﴿٤٩﴾
کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل
صورت بخشی پھر راہ دکھائی ﴿٥٠﴾
کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ ﴿٥١﴾
کہا کہ اُن کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں
(لکھا ہوا ہے) میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے ﴿٥٢﴾
وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا
اور اس میں تمہارے لئے رستے جاری کئے اور آسمان سے
پانی برسایا پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں ﴿٥٣﴾
(کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بیشک ان
(باتوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿٥٤﴾

48. Lo! it hath been revealed unto us that the doom will be for him who denieth and turneth away.

49. (Pharaoh) said: Who then is the Lord of you twain, O Moses?

50. He said: Our Lord is He Who gave unto everything its nature, then guided it aright.

51. He said: What then is the state of the generations of old?

52. He said: The knowledge thereof is with my Lord in a Record. My Lord neither erreth nor forgetteth,

53. Who hath appointed the earth as a bed and hath threaded roads for you therein and hath sent down water from the sky and thereby We have brought forth diverse kinds of vegetation,

54. (Saying): Eat ye and feed your cattle. Lo! herein verily are portents for men of thought.

اسرار و معارف

موسیٰ علیہ السلام نے جب عطا کا دروازہ کھلا پایا تو لگے جھولیاں بھرنے اور درخواست پہ درخواست کرتے چلے گئے۔ سب سے اول جو شے مانگی وہ شرح صدر کی دُعا تھی یعنی میرا سینہ کھول دیجیے۔ شرح صدر سے مراد ہوتا

شرحِ صدر

ہے کہ متعلقہ موضوعات پر اللہ کی طرف سے براہِ راست علوم سینہ میں اترتے جائیں اور سینہ باعتبار علوم کے سمندر بن جائے۔ اسی علم کو علمِ لدُنی کہا گیا ہے اور جب وہ سینے میں آتا ہے تو سینہ وسیع ہو جاتا ہے جیسے کتاب اللہ میں ارشاد ہے کہ اللہ کریم جب کرم کرتے ہیں تو اسلام کے لیے سینہ کھول دیتے ہیں۔ "یشرح صدرہ للاسلام" یہ نعمت اولیاء اللہ کو عموماً نصیب ہوتی ہے مگر بعض حضرات پر ربِ جلیل کا خصوصی کرم ہوتا ہے تو وہ ہر موضوع پہ بے تکان بولے چلے جاتے ہیں حالانکہ بظاہر انہوں نے کہیں سے وہ تعلیم حاصل نہیں کی ہوتی۔ دوسری دعا کی کہ میرا کام آسان کر دیجیے کہ معاملات کو آسان کرنا آپ ہی کو زیبا ہے۔ انسان کتنا کامل اور با اختیار بھی ہو جو اسباب بھی اختیار کرے گا ان میں اثر تو آپ ہی پیدا فرمائیں گے

نیز میری زبان کی گرہ کھول دیجئے یعنی مجھے صرف یہ نہ ہو کہ علوم سے سینہ بھرا ہو مگر دوسروں پہ بیان اس قوت سے نہ کر سکوں یہاں اکثر مفسرین کرام نے لکھا کہ آپ نے فرعون کے گھر پرورش کے دوران ایک بار اس کی

واحلل عقدۃ من لسانی

داڑھی کھینچ لی تو وہ خفا ہو گیا مگر اس کی بیوی نے کہا بچہ ہے اسے کیا سمجھ تو اس نے جواہرات اور انگاروں کے بھرے ہوئے دو الگ

الگ تھال منگوا کر آپ پر پیش کیے ۔ آپ نے اللہ کی قدرت سے انگارہ اُٹھا کر منہ میں ڈال لیا جس سے زبان جل گئی اور اس میں لکنت آگئی اور فرعون نے سمجھ لیا کہ نادان بچہ ہے تو یہاں آپ نے اس لکنت کے ٹھیک ہونے کی دعا کی مگر فقیر کا اتفاق ان سے نہیں اس لیے کہ جب فرعون سے باتیں ہوئیں تو اس نے کہا **ولا یکاد یبین** ، یہ کھل کر بات تو کر نہیں سکتا نیز آپ نے ہارون علیہ السلام کے بارے میں خود عرض کیا **ھو افصح منی لسانا** کہ وہ بات کرنے میں مجھ سے فصیح تر ہے تو خوبصورت بات یہ ہے کہ آپ نے یہ دعا کی کہ جو علوم میرے سینے میں ہوں وہ بیان بھی کر سکوں اور میری زبان ان کی ترجمان بھی ہو۔ ورنہ دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات کا سینہ تو علوم سے پر ہوتا ہے اور عمر بھر پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں مگر سٹیج پر بیان نہیں کر سکتے یا اہل اللہ میں سے بعض حضرات کو وافر علوم نصیب ہوتے ہیں مگر دوسروں تک پہنچا نہیں سکتے اور بہت ہی خوش نصیب وہ معدود حضرات ہیں جنہیں علوم بھی عطا ہوئے ہیں اور قوتِ بیان بھی کہ نوعِ انسانی ان علوم سے سیراب ہوتی ہے اس کے بعد دعا فرمائی کہ میری بات میں وہ اثر پیدا فرما کہ سننے والے کے دل میں اتر جائے۔

وزیر۔ نیز میرا ایک بوجھ بانٹنے والا میرا نائب بھی بنا دے اور میرے خاندان سے بنا۔ بار الٰہا کہ میں اپنے لوگوں سے تو واقف ہوں یعنی کسی بھی بڑے کام کے لیے انسان اپنے نائبین اور معاونین کا محتاج ہوتا ہے اور وزیر نام بھی یہیں سے پڑا کہ وہ امیر کا بوجھ بانٹتا ہے لہٰذا وزیر چننے کے لیے ضروری ہوا کہ امیر اس سے ذاتی طور پر واقف ہو کہ یہ بندہ اس کام کا اہل بھی ہے اور میرا وفادار ساتھی بھی ہوگا نیز امورِ سلطنت میں میری قوت ثابت ہوگا ورنہ محض تائید حاصل کرنے کے لیے کہ میری حکومت قائم رہے کسی بھی آدمی کو وزیر بنا دینا ایسا ہی ہے جیسے آدمی بعض اوقات اپنا بوجھ گدھے پر لاد دیتا ہے گدھا بوجھ تو اٹھا سکتا ہے مگر امورِ دنیا میں رفیق نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی برے وزیروں کا گدھا پن امورِ مملکت کو چلانے میں دست و بازو نہیں بن سکتا۔ چنانچہ فرمایا میرے خاندان میں بھی

میرا بھائی ہارون یہ کام بخوبی نباہ سکے گا آپ اسی کو میری قوت بنا دیجئے اور میرے منصبِ نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں میں شریک فرمائیے کہ ہم مل کر کثرت سے آپ کی تسبیح کر سکیں اور کثرت سے ذکر کر سکیں کہ تُو تو ہمارے ہر حال سے واقف ہے۔

اجتماعی ذکر

تو یہاں ثابت ہوا کہ عبادت و تسبیح یا ذکر آدمی اکیلا بھی کر سکتا ہے مگر ساتھی ہوں اور ماحول ایسا مل جائے تو بہت بہتر طور پر کر سکتا ہے نیز اجتماعی ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ ہر آدمی کا اپنا ایک تعلق ہے اور اس کی خاص نوعیت ہے جب وہ ذکر کرتا ہے تو اسی طرح کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور ویسے انوارات آتے ہیں دوسرے کے الگ تیسرے کے الگ تو جب کئی لوگ مل کر ذکر کرتے ہیں تو رنگا رنگ انوارات کی بارش ہوتی ہے جن سب سے ہر ایک مستفید ہوتا ہے اور دین کی تبلیغ بھی ضروری ہے۔ نبی مبعوث ہی فرعون کو تبلیغ کرنے کے لیے ہوئے مگر ذکر تو خود نبی ولی اور ہر مسلمان کی حیات ہے تبلیغ کے لیے کیا وہ خود زندہ نہ ہو گا اگر خود ذاکر نہ ہو گا تو مردہ تصور ہو گا اور مُردے کیا تبلیغ کر سکیں گے۔ لہذا یہاں زندگی صحت اور قوت کی تمنّا کی ہے جو سب صرف اور صرف اللہ کے ذکر سے نصیب ہوتی ہیں۔ تو ارشاد ہوا موسیٰ ہم نے تیری ساری بات مان لی اور سب دُعائیں قبول کر لیں۔ سبحان اللہ! کیا شانِ کریمی ہے کہ جو مانگا مل گیا حتیٰ کہ اسی آن ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔

دعا بھی تقدیر ہوتی ہے

اور وحیِ الٰہی سے سرفراز ہوئے۔ سب ذمہ داری کا پتہ چل گیا اور جب موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچے تو وہ کمرِ ہمت باندھے شہر سے باہر ان کا انتظار فرما رہے تھے۔ نبوت تو ازل کو عطا ہو گئی اور نبی چُن لیے گئے پھر یہاں دعا کے سبب مبعوث ہوئے۔ ایسے ہی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا جواب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ثابت ہوا کہ دعا بھی تقدیر ہے اور سب فیصلے ہو چکے اگر کسی کام کا سبب دعا نے بننا ہے تو وہ بھی مقدر کر دی جاتی ہے اور اب تو آپ دعا کر رہے ہیں مگر ہم نے پہلے بھی آپ پر کس قدر احسانِ عظیم فرمایا تھا جب آپ درخواست کرنے یا دعا کرنے کے قابل بھی نہ تھے کہ آپ ابھی پیدا ہی ہوئے تھے تو فرعونی سپاہیوں سے قتل کا خطرہ لاحق ہوا جب کہ ہم نے آپ کی والدہ کو الہام فرمایا۔

الہام والقاء

یہ بات پہلے بھی گذر چکی کہ الہام والقاء اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے اور لغت کے اعتبار سے اسے وحی کہا جاتا ہے نہ صرف اہل اللہ کو درختوں پتھروں آگ اور سمندر کو غرض ہر شے کو جیسے فرمایا واوحینا الی النحل۔ ہم نے شہد کی مکھی کو الہام کیا۔ یہ قسم فطری ہے کہ ہر جاندار جس کام کے

لیے پیدا ہوا ہے وہ فطرت میں لے کر آتا ہے دوسرا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں قُلنا یا نارُ کونی برداً ۔ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا ۔ تیسرا ہے ولی کو الہام ہونا ۔ یہ کمال اتباعِ نبوت سے عطا ہوتا ہے یا پھر اللہ سے قرب کی کیفیت کا ایک بہت بلند مقام حاصل ہو اور یہ دل میں القا بھی ہوتا ہے ۔ جیسے اُمِ موسیٰ کو یا فرشتہ آکر بات کرے جیسے حضرت مریمؑ سے ہوئی ۔ یہ جب سے انسان دُنیا میں آیا تب سے ہے اور جب تک رہے گا تب تک اللہ کے بندوں کو نصیب رہے گا ۔ اس کی شرط اتباعِ نبوت ہے اور جو بات الہام سے معلوم ہو وہ حدودِ شرعی کے اندر ہو ورنہ باطل ہوگی نیز جیسے الہام ہو وہ خود اس کا مکلف ہے دوسرے نہیں اور وحی کی دوسری قسم اصطلاحی ہے یہ صرف انبیاءؑ کو نصیب ہوتی ہے اور جن کی طرف نبی مبعوث ہو وہ سب ماننے کے مکلف ہوتے ہیں ۔

دریا کے لیے بھی حکم موجود ہے!

آپ کی والدہ سے فرمایا گیا کہ بچے کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا کے سپرد کر دو کہ وہ اسے اس کنارے آپ تک پہنچا دے جہاں سے اسے وہ شخص اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی ۔ اس آیہ مبارکہ میں دریا کے لیے بھی بالواسطہ حکم موجود ہے کہ صندوق کو اس خاص مقام پر کنارے لگا دے جہاں شاہی جوڑا غسل کرتا ہے اور دریا کا نظارہ کرتا ہے ۔ چنانچہ دریا نے واقعی ایسا کیا ۔ دراصل تمام مخلوق میں ایک قسم کا شعور موجود ہے کہ اپنے رب کا ذکر بھی کرتی ہے، بات بھی کرتی ہے ۔ واقعات کو دیکھتی اور جانتی ہے ۔ روزِ حشر گواہ بھی ہوگی ۔ زمین، پتھر، درخت ہر شے گواہی دے گی ۔ اس طرح اللہ سے حکم پا کر اطاعت بھی کرتی ہے ۔ معجزہ کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں اور درختوں کا سلام پڑھنا ثابت ہے ۔ پہاڑوں کا آپ کے بارے بات کرنا اور جانوروں کا باتیں کرنا ثابت ہے اور کرامت کے طور پر حضرت عمرؓ کا نیل دریا کو چٹھی لکھنا اور اس کا بات ماننا بھی ثابت ہے ۔ چنانچہ دریا کی ایک شاخ فرعون کے محلات سے ہو کر گذرتی تھی جہاں بادشاہ اور بیگمات کے غسل وغیرہ کی جگہ بھی تھی دریا نے صندوق اسی جگہ کنارے لگا دیا ۔ دوسرا بہت بڑا احسان یہ فرمایا کہ خود اپنی طرف سے ایک شانِ محبوبی ڈال دی یعنی جو بھی آپ کو دیکھتا آپ سے محبت کرنے لگتا اور یہ کمال اہل اللہ میں سے بھی اللہ کریم اپنے خاص بندوں کو عطا فرما دیتا ہے ۔

انبیاء علیہم السلام کی عظمت تو جداگانہ ہے

اللہ کے خاص بندوں کو شانِ محبوبی عطا ہوتی ہے

اولیاء اللہ میں بھی ایسے بندے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر دشمن کا دل بھی ہل جاتا ہے اور لوگ ان پر پروانہ وار نثار ہوتے ہیں اور آپ کی تربیت و پرورش محض اللہ کی ذاتی نگہداشت میں ہوئی۔ سبحان اللہ اس کے لیے دشمن سے کام لیا پھر ایک اور احسان فرمایا کہ کسی کا دودھ پینے کو نہ دیا بلکہ اپنی ہی والدہ کو لوٹا دیا اور وہ یوں ہوا کہ جب آپ کا صندوق کنارے پہ لگا تو شاہی کنیزوں نے اٹھا لیا اور فرعون کو اس کے کاہنوں نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچّہ پیدا ہوگا جو آپ کی سلطنت الٹ دے گا۔ اس نے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا پھر سوال پیدا ہوا کہ اس طرح تو خدمت کرنے کو کوئی نہ بچے گا جبکہ بنی اسرائیل سے اس کی ساری قوم خدمت لیتی تھی تو تجویز ہوا کہ ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیے جائیں اور بچیاں سب زندہ رکھی جائیں۔ ہارون علیہ السلام تو اس سال پیدا ہوئے جس سال بچے قتل نہ ہوتے تھے مگر موسیٰ علیہ السلام جس سال پیدا ہوئے وہ بچوں کے قتل کا سال تھا۔ چنانچہ اللہ کریم نے ان کی والدہ کو حکم دیا اور یوں فرعون کی تدبیر خاک میں مل گئی اور موسیٰ علیہ السلام کی تربیت ہی اس کے محل میں ہونا قرار پائی کہ سلطنتِ فرعون کے راز دار بھی ہوں اور شاہانہ تربیت سے آراستہ بھی۔ چنانچہ جب کنیزیں لے کر گئیں تو فرعون نے تو دیکھتے ہی کہا یہ کسی اسرائیلی نے پھینکا ہوگا۔ اسے قتل کیا جائے مگر اس کی اہلیہ جو خود بے اولاد تھی لہٰذا فطری جذبے سے مجبور ہو کر کہنے لگی کیا خوبصورت بچّہ ہے اسے ہم خود پال لیتے ہیں پھر بھلا کیوں دشمن ہوگا۔ فرعون نے اجازت دے دی۔ اس نے اگرچہ فطرت سے مجبور ہو کر کی مگر محبت تو نبی سے کی لہٰذا اس کی

ہدایت کا سبب بن گئی یعنی اہلِ اللہ سے

اہلِ اللہ کی محبّت ہدایت کا سبب بن جاتی ہے

محبت ہدایت کا سبب بن جاتی ہے اور ان سے عداوت ابدی گمراہی کا باعث جیسے فرعون نے نفرت کی تو اسے کبھی ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ اب ضرورت پیش آئی کہ آیا کا اہتمام کیا جائے تو موسیٰ علیہ السلام کسی خاتون کا دودھ نہ پیتے تھے۔ چنانچہ تلاش شروع ہوئی تو ان کی بہن جو اسی کھوج میں پھرتی تھی کہ ماں نے بھائی کی خبر رکھنے کو کہا تھا ان کنیزوں سے ملی کہ میں تمہیں ایک خاتون کا پتہ دے سکتی ہوں جو بہت اچھی ہے اور امید ہے اس

کی بہتر پرورش کرے گی۔ چنانچہ اپنی ماں کا پتہ دیا۔ جب وہ بلائی گئیں تو آپ نے دودھ پی لیا اور یوں پرورش کے لیے بادشاہ کی طرف سے والدہ کو لوٹائے گئے۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے آپ کو آپ کی ماں کی گود میں لوٹا دیا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور اسے آپ کی جدائی کا دکھ نہ سہنا پڑے۔ چنانچہ آپ کی پرورش بھی کرتیں اور شاہی خزانے سے تنخواہ بھی پاتیں۔ یوں بڑے ہو کر محل میں پہنچے مگر ایک تو فطری اور خونی رشتہ تھا نیز پرورش بھی بنی اسرائیل میں ہوئی تو آپ کی طبیعت تو ان کی طرف مائل رہتی کہ ایک روز بازار میں ایک فرعونی کو دیکھا جو ایک اسرائیلی کے ساتھ زیادتی کر رہا تھا۔ آپ نے اس کمزور اور مظلوم کی مدد کرنا چاہی تو جھگڑا ہو گیا۔ آپ نے فرعونی کو مکہ مار دیا وہ مر گیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب آپ نے ایک قتل کر دیا تو ہم نے آپ کو اس مصیبت سے بھی بچایا مگر اب تھوڑی سی آزمائش بھی کی گئی۔ ہُوا یہ کہ پھر ایک روز اسی اسرائیلی کا جھگڑا ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام دیکھ کر خفا ہوئے کہ تم ہو ہی فسادی نیز فرعونی کو ہٹانا چاہا وہ ڈر گیا کہ شاید مجھے ماریں گے۔ کہنے لگا آپ اس روز والے فرعونی کی طرح مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہیں تو یہ بات سن کر اس فرعونی نے شکایت کر دی۔ چنانچہ فرعون نے آپ کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا حکم دے دیا جبکہ کسی نے آکر آپ کو خبر دی اور آپ فرعون کی سلطنت ہی سے نکل گئے یہاں اسی آزمائش کا ذکر ہے کہ آپ کو تن تنہا بغیر تیاری کے بھوکا پیاسا اور جان کا خوف لے کر ایک طویل سفر کرنا پڑا جس کی منزل کا بھی پتہ نہ تھا۔ یہ سارا واقعہ اپنی جگہ پر الگ سے بیان ہو گا۔ یہاں اس کا ذکر مختصراً فرمایا جا رہا ہے مگر احسان فرماتے ہوئے پھر اہلِ مدین میں پہنچا دیا جہاں آپ دس برس حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ رہے ان کی صاحبزادی سے شادی بھی ہوئی اور یوں پردیس میں اپنا گھر مل گیا اور پھر جب وہ مقرر وقت آیا یعنی آپ کے مبعوث ہونے، شرفِ ہمکلامی سے سرفراز ہونے کا، تو آپ از خود مقامِ مقررہ پر آ پہنچے۔ گویا اتفاقات

اتفاقات ہم محض اس لیے کہتے ہیں کہ پس منظر سے لاعلم ہوتے ہیں اور طے شدہ نظامِ حیات کا حصہ ہیں یہ بات پہلے بھی گزر چکی۔

اور میں نے تمھیں اپنی ذات کے لیے منتخب فرما لیا لہٰذا میرا مقبول اور میرا نبی ہونے کے معجزاتی دلائل لے کر آپ دونوں بھائی جائیں مگر یہ بات یاد رکھیں کہ میری یاد اور میرے ذکر میں پوری طرح متوجہ رہیں۔ اس میں سستی نہ آئے۔ اللہ کا بندہ اور اس کا مقبول ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہی یہ ہے کہ ہمہ تن اپنے قول و فعل سے نہ صرف

اللہ کا بندہ ہونے کی دلیل

اس کی اطاعت کرتا ہو بلکہ اس کی طرف مجسم دعوت بن جائے نیز جو کمال بھی حاصل ہو اُسے اللہ کی طرف دعوت کا ذریعہ بنائے۔ لہٰذا ولی کی کرامت بھی وہی فعل شمار ہوگا جو دین کی سربلندی کے لیے صادر ہو اور دوسری بڑی دلیل ہے کہ ایسے بندے کو ذکرِ دوام نصیب ہو جاتا ہے جیسے یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ دونوں بھائی میرے ذکر میں توجہ کم نہ ہونے دیں کہ نبی کا سارا وجود ذاکر ہوتا ہے بلکہ لباس تک حتیٰ کہ جس زمین پر قدم رکھتا ہے اس کے ذرات کو ذاکر بنا دیتا ہے لہٰذا ذکر چھوٹنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ فرعون جیسے ظالم اور متکبّر پھر مطلق العنان بادشاہ کے سامنے جائیں جہاں جان کا خطرہ تو پہلے سے ہے۔ پھر اسے اللہ کی طرف دعوت دے کر بہت بڑا خطرہ بڑھلنے والی بات ہے تو ایسا نہ ہو کہ زیادہ توجہ اس بات کی طرف ہو جائے اور ذکر کی طرف توجہ کم ہو بلکہ زیادہ توجہ میرے ذکر کی طرف ہو اور دوسرے درجے میں فرعون کی طرف۔ اب جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ صرف عبادت کرنا یا تسبیحات اور تبلیغ ہی ذکر ہے کیا وہ یہ سوچنا پسند فرمائیں گے کہ نبی کبھی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتا اور فرعون کے دربار میں اللہ کا کلام پڑھنے سے بڑی تسبیح کونسی ہے نیز اس سے بڑا تبلیغ کا کیا تصور ہے تو یہ سارا کچھ کیوں کافی نہیں اور پھر وہ کون سا ذکر اتنا اہم ہے کہ اس سارے کام کے ساتھ اس کی طرف پوری طرح متوجہ رہنا ضروری ٹھہرا یقیناً یہ ذکر قلبی ہے جو ہمیشہ اللہ کی معیت کا سبب ہوتا ہے۔

اب فرعون کے پاس جائیے۔ گویا تبلیغ کے لیے بھی قلب کا ذاکر ہونا ہی بنیادی بات ہے جس کا اپنا دل غافل ہے دوسرے کے دل پہ کیا اثر پیدا کرے گا نیز ارشاد ہوا کہ اب آپ دونوں فرعون کے پاس جائیں کہ وہ گمراہی کی حدیں بھی پھلانگ چکا ہے اور بہت زیادہ بگڑ چکا ہے مگر آپ اُس سے بہت شفقت سے بات کیجئے گا اس لیے کہ وہ اگرچہ حد سے گزر چکا ہے مگر آپ اسے نیچا دکھانے یا شکست دے کر شرمندہ کرنے نہیں جا رہے۔ بنیادی طور پر

تبلیغ کے لیے بنیاد

آپ کے منصب کا تقاضا اسے ہدایت کی طرف بلانا ہے جس میں اُسی کی بہتری ہے لہٰذا آپ محبّت، شفقت اور نرمی سے بات کیجئے گا کہ نفرت اور حقارت تو کسی کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی۔ ہاں محبت و شفقت میں یہ پہلو ہے کہ کبھی دوسرے کے دل میں بھی چنگاری پیدا کر دے اور اس پیار کے سبب ممکن ہے وہ اپنا بھلا سمجھ جائے اور نصیحت حاصل کرے یا اللہ کی ناراضامندی سے خوف کھانے لگے

معیت باری کی برکات

عرض کی بارِ الٰہا ہم تو حاضر ہیں مگر اس بات کا اندیشہ ضرور رہے کہ وہ ظالم بات ہی نہ سنے اور اپنی بک بک شروع کر دے یا بات سننے سے پہلے ہی گرفتاری کا حکم دے کر دربار سے جیل بھیج دے یا قتل کا حکم دے تو ایسے متکبر سے بات کیسے ہوگی کہ اس تک آپ کا حکم اور پیغام پہنچایا جائے۔ فرمایا فکر کی بات نہیں اس لیے کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ سب دیکھتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں یعنی میری معیتِ صفاتی تمہیں نصیب ہے کہ دونوں نبی ہو اور ذاکر دل رکھتے ہو لہٰذا وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی بات سنے گا۔ چنانچہ آپ دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچے اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا کہ ہم کسی فائدے کے لیے آئے ہیں نہ ہمیں دربار سے کوئی غرض ہم تو اس اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں جو تیرا بھی پروردگار ہے یعنی جس نے تجھے پیدا کیا وجود بخشا، جان دی، قوت دی، سلطنت دی اور جس کے پاس تجھے پلٹ کر جانا ہے کہ یہ سب ربوبیت کا تقاضا ہے۔ لہٰذا تجھے ہمارے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور دوسری بات یہ کہ بنی اسرائیل پر تو بہت ظلم ڈھا رہا ہے انہیں آزاد کر دے کہ وہ جہاں چاہیں رہیں انہیں ہمارے ساتھ جانے دے اور اب ان پر ظلم کرنا بند کر دے۔ رہی یہ بات کہ بھلا ہم اللہ کے نبی ہیں تو اس کا ثبوت کیا ہے تو ہمیں اللہ نے معجزات سے نوازا ہے اور تیری تسلی کے لیے ایسے عجیب امور عطا فرمائے ہیں جو اس کی ذاتی معیت، عطاء نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔ چونکہ اس

معجزاتِ انبیا اس زمانے کے صاحبِ کمال لوگوں سے مقابلے کے لیے ویسے ہی ہوا کرتے ہیں

دور میں جادوگری کا زور تھا تو ایسے معجزات عطا ہوئے جن سے جادوگر بھی عاجز آجائیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں طب و حکمت کا عروج تھا تو اندھوں کی بینائی بحال کرنا یا کوڑھی کو تندرست کرنا یا مٹی کے جانور میں پھونک مار کر زندہ ہو جائے حتیٰ کہ مُردہ کو زندہ کر دینا انکے مقابلے میں تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ کا عہد مبارک اپنے اندر بے شمار ایجادات لایا جن کے اثرات انسانی تہذیب پر پڑے اور مختلف اقوام خود کو مہذب کہنے کی مدعی ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ اسلامی تہذیب بھی ہے کہ کسی انداز میں کوئی تہذیب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کسی بھی تہذیب میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اسلامی تہذیب کی خوشہ چینی ہے کہ جب مسلمانوں کو یہ تہذیب نصیب ہوئی اس وقت ان کے علاوہ ساری انسانیت ان کمالات سے محروم تھی۔ سب نے اسلام کے دامن سے خوشہ چینی کی۔ کاش مسلمان اس بات کو سمجھ پاتا۔ لہٰذا ان معجزات کے اظہار سے ہم تجھ تک یہ

بات پہنچانے آئے ہیں کہ سلامتی کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے اور گمراہی بالآخر تباہی سے ہمکنار ہوتی ہے تیری بھلائی بھی اسی چیز میں ہے کہ تو ہدایت کا راستہ اپنالے ورنہ یہ بات اللہ کریم نے ہمیں بتا دی ہے کہ منہ موڑنے والے اور انکار کرنے والے پر اللہ کا عذاب ہوگا جس سے وہ ہرگز نہیں بچ سکتا۔

انبیاءؑ قوم کو صرف اللہ کی طرف ہی نہیں بلاتے بلکہ ان کے تمام دنیاوی معاملات کو درست کرنے کی بھرپور سعی فرماتے ہیں

یہ بھی ثابت ہے کہ نبی صرف تبلیغ کے لیے مبعوث نہیں ہوتے اور نری تبلیغ کا کوئی معنیٰ نہیں جب تک عملی زندگی اور معاملات کا درست حل اور صحیح انداز پیش نہ کیا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہاں صرف دعوتِ الی اللہ ہی نہیں پہنچائی بلکہ بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ بھی کیا اور انھیں عملاً اسلامی زندگی اپنانے کا بار اپنے ذمے لیا اور جب فرعون نہ مانا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی انہیں لے گئے۔ مقابلہ میں فرعون غرق دریا ہوا اور پھر انہیں ملکی معاملات، سیاسیات، کاروبار اور عملی زندگی کے ہر پہلو میں بھی راہنمائی دی صرف عقائد ہی کی تبلیغ پر بس نہیں فرمایا یہی انداز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا لہٰذا نری تبلیغ پورا کام نہیں ہے۔ ہاں دینی کام کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ضرور ہے۔

فرعون کہنے لگا تو پھر تم دونوں کا رب کون ہے اور کسی میں اتنی جرأت ہے کہ میری طرف قاصد بھیجے اور مجھے اپنی اطاعت کے لیے کہے کہ اس کے دعوے کے مطابق تو اگر کوئی اور رب تھا بھی تو اسکے مقابلے کا نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ خود ربِ اعلیٰ کہلواتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور انہیں فطری طور پہ ایک کام پر

فطری صلاحیت اور جذبہ اللہ کی عظمت پہ دلیل ہے

لگا دیا یعنی ہر ذرہ اپنی فطرت کے مطابق کام کرتا ہے۔ شہد کی مکھی شہد بناتی ہے اور چھتے کا نظام چلاتی ہے۔ ہر درخت خاص پھل پھول رس وغیرہ دیتا ہے۔ ہر جانور زندگی کا سلیقہ سیکھ لیتا ہے۔ یہ تو اس کی دین ہے لیکن اگر تو رب ہے تو پھر ان کو بدل دے اور آم پر انگور اُگا دے یا شب و روز کا نظام بدل دے یا کسی خشکی کے جانور کو پانی کا بنا دے

لاجواب ہونیوالا آدمی جھگڑتا ہے

فرعون لاجواب ہوگیا تو اس نے جھگڑے کی بنیاد رکھی کہ اگر تم سچے ہو اور میرے علاوہ سچا رب دوسرا ہے تو جو لوگ میری خدائی کا عقیدہ رکھتے ہوئے فوت ہو چکے ان کا کیا حشر ہوگا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ انہیں دوزخی کہیں گے جس پر ان کی اولاد ان سے خفا ہو کر میرے ہی ساتھ رہے گی مگر اللہ کے نبی بہت وسیع علوم کے حامل ہوا کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میرا معاملہ زندوں سے ہے کہ انھیں دعوتِ حق دوں اگر نہ مانیں تو انجامِ بد سے بروقت اطلاع دوں مرنے والوں

مبلّغ کو فضول بحث سے احتراز کرنا چاہیے

کا معاملہ اللہ سے ہے اور وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے نیز ہر شخص کے اعمال ایک کتاب میں بھی لکھے ہیں اور اللہ کا علم کامل ہے۔ نہ اُسے غلطی لگتی ہے نہ کہیں بھول چوک سرزد ہوتی ہے۔ اگر اس کے علم کی عظمت کی جھلک دیکھنا چاہو تو اپنے گرد دیکھو پاؤں کے نیچے زمین ہی کو دیکھ لو کہ ہر ذرے میں کتنی خصوصیات اور کس قدر ہم آہنگی پیدا کردی۔ زمین میں رہنے اور جینے کے کتنے اسباب سجا دیے پانی کو بلندیوں سے برسا کر ذرے ذرے کو سیراب کرتا ہے اور پھر لاتعداد اقسام کی سبزیاں پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں۔ لوگ روزی پاتے ہیں اور جانوروں کو پالتے ہیں۔ ذرا اس سارے نظام کو اس کی ترتیب اور کمال کو دیکھو تو ہر صاحبِ عقل کے لیے اللہ کی عظمت پہ ڈھیروں دلیلیں موجود ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

اسی (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائینگے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے ﴿۵۵﴾

55. Thereof We created you, and thereunto We return you, and thence We bring you forth a second time.

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾

اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب اور انکار ہی کرتا رہا ﴿۵۶﴾

56. And We verily did show him all Our tokens, but he denied them and refused.

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

کہنے لگا کہ موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو (کے زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو ﴿۵۷﴾

57. He said: Hast thou come to drive us out from our land by thy magic, O Moses?

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾

تو ہم بھی تمہارے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلو کہ نہ تو ہم اسکے خلاف کریں اور نہ تم (اور یہ مقابلہ) ایک ہموار میدان میں (ہوگا) ﴿۵۸﴾

58. But we surely can produce magic the like thereof; so appoint a tryst between us and you, which neither we nor thou shall fail to keep, at a place convenient (to us both).

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

(موسیٰ نے) کہا کہ آپ کے لئے یوم زینت کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ اس دن چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں ﴿۵۹﴾

59. (Moses) said: Your tryst shall be the day of the feast, and let the people assemble when the sun hath risen high.

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ
خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾
فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾
قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ
يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾
فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ
اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ
نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾
قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ
عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾
وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۚ
اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۚ وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾
قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ
فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ
النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾

تو فرعون لوٹ گیا اور اپنے سامان جمع کر کے پھر آیا ﴿٦٠﴾
موسیٰ نے اُن (جادوگروں) سے کہا کہ ہائے تمہاری کم بختی
خدا پر جھوٹ افترا نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے فنا
کر دے گا۔ اور جس نے افترا کیا وہ نامراد رہا ﴿٦١﴾
تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑنے اور چپکے چپکے سرگوشی کرنے لگے ﴿٦٢﴾
کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو
(کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اور
تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں ﴿٦٣﴾
تو تم (جادو کا) سامان اکٹھا کر لو اور پھر قطار باندھ کر آؤ
آج جو غالب رہا وہی کامیاب ہوا ﴿٦٤﴾
بولے کہ موسیٰ یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں)
پہلے ڈالتے ہیں ﴿٦٥﴾
موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی ڈالو (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں)
تو ناگہاں اُن کی رسّیاں اور لاٹھیاں موسیٰ کے خیال میں
ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں) اِدھر اُدھر دوڑ رہی ہیں ﴿٦٦﴾
(اُس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا ﴿٦٧﴾
ہم نے کہا خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہو ﴿٦٨﴾
اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے
بنایا ہے اس کو نگل جائے گی جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے
ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا ﴿٦٩﴾
(القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے میں گر پڑے (اور) کہنے
لگے کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لائے ﴿٧٠﴾
(فرعون) بولا کہ پیشتر اسکے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس
پر ایمان لے آئے۔ بیشک وہ تمہارا بڑا (یعنی استاد) ہے جس نے
تم کو جادو سکھایا ہے سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب) خلاف
سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا (اس وقت) تم کو
معلوم ہو گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے ﴿٧١﴾

60. Then Pharaoh went and gathered his strength, then came (to the appointed tryst).

61. Moses said unto them: Woe unto you! Invent not a lie against Allah, lest He extirpate you by some punishment. He who lieth faileth miserably.

62. Then they debated one with another what they must do, and they kept their counsel secret.

63. They said: Lo! these are two wizards who would drive you out from your country by their magic, and destroy your best traditions;

64. So arrange your plan, and come in battle line. Whoso is uppermost this day will be indeed successful.

65. They said: O Moses! Either throw first, or let us be the first to throw:

66. He said: Nay, do ye throw! Then lo! their cords and their staves, by their magic, appeared to him as though they ran.

67. And Moses conceived a fear in his mind.

68. We said: Fear not! Lo! thou art the higher.

69. Throw that which is in thy right hand! It will eat up that which they have made. Lo! that which they have made is but a wizard's artifice, and a wizard shall not be successful to whatever point (of skill) he may attain.

70. Then the wizards were (all) flung down prostrate, crying: We believe in the Lord of Aaron and Moses.

71. (Pharaoh) said: Ye put faith in him before I give you leave. Lo! he is your chief who taught you magic. Now surely I shall cut off your hands and your feet alternately, and I shall crucify you on the trunks of palm trees, and ye shall know for certain which of us hath sterner and more lasting punishment.

72. They said: We choose thee not above the clear proofs that have come unto us, and above Him Who created us.

So decree what thou wilt decree. Thou wilt end for us only the life of the world.

73. Lo! we believe in our Lord, that He may forgive us our sins and the magic unto which thou didst force us. Allah is better and more lasting.

74. Lo! whoso cometh guilty unto his Lord, verily for him is hell. There he will neither die nor live.

75. But whoso cometh unto Him a believer, having done good works for such are the high stations;

76. Gardens of Eden underneath which rivers flow, wherein they will abide for ever. That is the reward of him who groweth.

اُنہوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں اُن پر اور جس نے
ہمکو پیدا کیا ہے اُس پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دینگے۔ تو آپ
کو جو حکم دینا ہو دے دیجئے اور آپ (جو حکم دے سکتے ہیں وہ) صرف
اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) ﴿٧٢﴾
ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو
معاف کرے اور (اُسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا
اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے ﴿٧٣﴾
جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اسکے
لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا ﴿٧٤﴾
اور جو اسکے روبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کئے
ہونگے تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجے ہیں ﴿٧٥﴾
(یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔
ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا ﴿٧٦﴾

قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاءَنَا مِنَ
الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ
قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾
إِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَا
أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللّٰهُ
خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿٧٣﴾
إِنَّهٗ مَنْ يَّأْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهٗ
جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾
وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
فَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾

اسرار و معارف

اور خود تم کو بھی اسی مٹی سے پیدا فرمایا کہ ان سبزیوں، پھلوں اور غلے وغیرہ کو مٹی ہی سے بناتا ہے جنھیں مختلف مراحل سے گزار کر نطفہ اور پھر انسانی وجود بننے کا شرف بخشتا ہے اور پھر تمہارے اس وجود کو اسی مٹی میں دوبارہ ملا دیا جائے گا کہ ایک بار تمہارے اجزا پھر سے بکھر جاتے ہیں۔ کوئی جل جائے یا دفن ہو یا جانوروں کی غذا بن جائے۔ بہر حال آخر مادے ہی کی ابتدائی صورت میں منتقل ہوتا ہے سوائے ان ابدان کے جن کو اللہ کریم سلامت رکھے اور ایسا قادر ہے کہ دوبارہ پھر انھیں ذرات کو انسانی وجود میں ڈھال دے گا اور تمھیں پھر سے زندہ کر دے گا۔ ان اشارات اور خوبصورت و پُر مغز نصیحتوں کے ساتھ وہ سب معجزات بھی فرعون کو دکھلا دیئے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے لیکن اس نے جھٹلایا اور ماننے سے صاف انکار کر دیا مگر معجزات ایسے تھے کہ نہ تو انھیں نظر انداز کرنا ممکن تھا اور نہ ہی فرعون کو قید یا قتل کرانے کا حکم دینے کی جرأت ہوئی تو کہنے لگا کہ واقعی تمہارا جادو بہت بڑا ہے اور اب آپ چاہتے ہو کہ اس جادو کے زور پر ہم سے

معجزہ اور جادو

ہمارا ملک ہی چھین لو۔ یہ دوسری بات فرعون نے پھر حقائق کے خلاف اور محض اپنا بھرم رکھنے کے لیے کی۔ جیسے پہلے کہا تھا کہ پہلے مرنے والوں کا کیا حال ہوا اب تمام معجزات دیکھ کر جو اسے اللہ کی طرف دعوت دینے کے لیے پیش کیے گئے بات الجھانے لگا کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادو محض دنیاوی فوائد اور شہرت وغیرہ کے لیے کیا جاتا ہے اور معجزہ احقاق حق کے لیے۔

مصر میں بھی وہ جادو کا دور تھا اور فرعون کے پاس بڑے بڑے جادوگر تھے لہٰذا کہنے لگا کہ ہم آپ کا مقابلہ کریں گے اور ایسا ہی سب کچھ جادو کے زور پر ظاہر کر دیں گے جس کو آپ معجزہ کہہ رہے ہیں لیکن اس کے لیے وقت اور مقام مقرر کر دیجئے تاکہ آپ پھر کوئی عذر نہ کر سکیں اور اس مقام اور وقت پر ضرور حاضر ہوں اور ہم تو ہوں گے ہی کہ ہمیں آپ سے مقابلہ کرنا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یوم الزینہ جو ان کا ایک طرح کا میلہ یا عید کا روز ہوا کرتا تھا وہ مقرر کرو کہ سب لوگ جمع ہو کر دیکھیں اور چاشت کا وقت رکھو کہ لوگ تیار ہو کر پہنچ سکیں۔ فرعون نے یہ بات قبول کر لی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا اہتمام کرنے لگا اور پوری تیاری کے بعد مقررہ مقام پر سب کو لے کر آ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے بھی بات کی کہ جادوگری کا مقابلہ نہیں نہ کسی فن کا اظہار مقصود ہے بلکہ اللہ کی طرف دعوت دینے کا کام ہے اور تم اس میں رکاوٹ نہ بنو کہ اسے جادو کہنا اللہ پر جھوٹ ہے یہ تو اس کے عطا کردہ معجزات ہیں جو اس کے کامل بندوں کو عطا ہوتے ہیں اور جادو محض ایک فن ہے جسے بدکار اور کافر بھی سیکھ سکتا ہے۔ لہٰذا ایسا کرنے سے ڈر یہ ہے کہ تم پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے اور تم عذاب میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جاؤ کہ پہلے بھی جس نے اللہ پر بہتان باندھا وہ تباہ و برباد ہوا۔ تاریخ ایسے حقائق بتاتی ہے۔

وعظ میں حقائق کو دلائل سے پیش کرنا

اور واقعی آپ کے اس ارشاد نے جادوگروں کو بھی ہلا دیا کہ وعظ تو تھا ہی مگر اس کے ساتھ ایسے دلائل اور تاریخی شواہد کا حوالہ بھی ارشاد ہوا جن کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا لہٰذا وہ آپس میں الگ ہو کر خفیہ مشورے کرنے لگے کہ مقابلہ کیا جائے یا نہ؟ آخر وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے کہ یہ دونوں بھی جادوگر ہیں مگر ہیں بہت اعلیٰ پایہ کے اور اب یہ اپنے جادو سے ایک تو پورے ملک پر قابض ہونا چاہتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ

ہمارے قدیم مذہب کو بھی ختم کر دینا چاہتے ہیں لہٰذا اب ایسا کرو کہ جسقدر ممکن ہو اپنا جادو جمع کرو اور سب مل کر مقابلے میں آؤ کہ یہ ذاتی مقابلہ نہیں بلکہ بات قومی ہو چلی ہے اور یہ بھی دیکھ لو کہ آج جو غالب رہا اور جیت گیا وہ غلبہ و اقتدار بھی حاصل کرے گا پھر کوئی اسے روک نہ سکے گا۔ چنانچہ اپنے تمام علوم اور تجربات کا حاصل لے کر اور ایک مقصد پہ متفق ہو کر میدان میں اُترے مگر ان کے دلوں میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی عظمت پیدا ہو چکی تھی۔ وہ نبوت اور

عظمت انبیاءؑ باعثِ ہدایت بن جاتی ہے

معجزہ کو تو نہ جان سکے مگر یہ ضرور جان لیا کہ یہ بھی بہت عظیم ہیں خواہ جادوگر ہی جانا لہٰذا احترام سے کہنے لگے کہ اے موسیٰؑ آپ پہلے اپنے کمال کا اظہار کریں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنے کمالات دِکھائیں تو حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کرو بھئی تم ہی اپنا کمال ظاہر کرو تو وہ بہت بڑے بڑے رَسّے اور بڑی بڑی لکڑیاں ساتھ لائے تھے جو انہوں نے میدان میں ڈال دیں تو ان

جادو سے قلبِ ماہیت نہیں ہوتی

کے جادو کا کمال یہ تھا کہ دیکھنے والے کے خیال میں وہ سب اژدھے بن کر دوڑنے لگے اور میدان ان سے بھر گیا یعنی وہ اصل میں تو لکڑیاں اور رسیاں ہی تھیں مگر جادو کے اثر سے اژدھے نظر آتی تھیں۔ ان کی ماہیت تبدیل نہیں ہوئی تھی یہ اتنا بڑا مظاہرہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی لرز گئے۔ انہوں نے مقابل پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

انبیاءؑ میں بھی فطری تقاضے موجود ہوتے ہیں

مگر بتقاضائے بشریت یہ سب کچھ انہیں بھی بہت ہی بڑا محسوس ہوا۔ فوراً اللہ کی طرف سے وحی فرمایا گیا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں نہ آپ پر غالب آسکتے ہیں اور نہ اللہ کے دین کا راستہ روک سکتے ہیں لہٰذا فتح آپ کی ہو گی بس آپ اپنا عصا پھینک دیجئے۔ آپ نے عصا پھینکا تو وہ اتنا بڑا اژدھا بن گیا کہ نہ صرف سب پر چھا گیا بلکہ اس نے ان سب سانپوں اور اژدھوں کو نگلنا شروع کر دیا اور پلک جھپکنے میں میدان صاف ہو گیا۔ اس لیے کہ جادوگر کا کھیل تو فریب محض ہوتا ہے اور معجزہ قدرت الٰہی کا اظہار۔ اسی طرح کرامت بھی معجزے

عامل اور کامل کا فرق

ہی کی فرع ہوتی ہے اور عامل بڑے بڑے عملیات کر کے جو فریب بُنتا ہے کامل کی اک نگاہ سے سب زائل اور تباہ ہو جاتے ہیں کہ جادوگر عامل

یا آج کی مروجہ زبان میں پروفیسر کہلوانے والے کسی بھی صورت بھلائی حاصل نہیں کر پاتے ۔ خود ہی بھلائی سے محروم ہوتے ہیں تو دوسرے کو کیا دیں گے ۔

معجزے کا اثر انسانی مزاج اور قلب پہ اس کی اپنی باطنی کیفیت کے مطابق ہوتا ہے کوئی ہدایت پاتا ہے اور کوئی مزید گمراہی میں چلا جاتا ہے

جب یہ عجیب و غریب معجزہ ظاہر ہوا تو جادوگر جان گئے کہ یہ جادو نہیں ۔ اگر یہ جادو ہوتا تو ہمارا جادو ختم کر دیتا اور اژدھے پھر سے رسیاں اور لاٹھیاں تو بن جاتے مگر یہاں تو سرے سے ہر شے کا وجود ہی ختم ہو گیا پھر سب چیزوں کو نگل لینے کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہی عصا تھا۔ اس کا حجم بھی نہ بڑھا تھا لیکن حق بات یہ ہے کہ یہی دلیل فرعون کے سامنے بھی تھی مگر وہ اور بھی بھڑک اٹھا جبکہ جادوگر سجدے میں گر گئے وجہ صرف ایک نظر آتی ہے کہ ان کے دل میں احترام ضرور تھا خواہ نبی جان کر نہ سہی مگر صاحبِ کمال ضرور جانتے تھے جبکہ فرعون کا سیاہ دل نفرت سے اور تاریک ہو رہا تھا لہٰذا اہل اللہ سے اگر استفادہ نہ بھی کر سکے تو ان کی عقیدت سے دل کو خالی نہ رکھے ۔ وہ لوگ نہ صرف سربسجود ہو گئے بلکہ انھوں نے اعلان کر دیا کہ ہم اسی رب کو مان گئے جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا رب ہے جس کی دعوت لے کر یہ مبعوث ہوئے ہیں۔ اب

کمالِ ایمان اور توجہ کا اثر

ایمان کا کمال یہ ہے جو اکثر مفسرین نے نقل فرمایا ہے اور احادیث میں وارد ہے انھیں سجدے میں ہی آخرت اور جنت و دوزخ تک کا مشاہدہ نصیب ہو گیا نیز آئندہ آیات میں ان کا فرعون کے سامنے آخرت کو بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی توجہ سے نبی کے علوم ان کے قلوب میں براہِ راست داخل ہو گئے۔ آخرت کے مشاہدے نے جرأت عطا کی اور یوں وہ علوم فرعون پر بھی بیان فرمائے ۔ یہی وہ کمال ہے جو شیخ یا پیر میں تلاش کیا جانا چاہیئے کہ آخرت کا مشاہدہ اور یقین نصیب ہو اور سینہ دینی علوم کے لیے کھل جائے۔ فرعون بھڑک اٹھا اور کہنے لگا اچھا تو میری اجازت کے بغیر تم نے اتنا بڑا اعلان کر دیا۔ اگر حق ہوتا تو میں خود بھی مانتا تمہیں بھی اجازت دیتا مگر اب سمجھا یہ تو تمہارا استاد رہا ہو گا اور تم نے اسی سے جادو سیکھا اور میرے ساتھ دھوکا کیا اور دراصل وہ خود اس مخلوق کو دھوکا دے رہا تھا جنھوں نے خود یہ سب کچھ دیکھا۔ اب اس

کے ساتھ ڈرانا بھی چاہا تو ان کی سزا اسی مجمع میں سنادی کہ میں تمھارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوا کر تمھیں کھجور کے بلند تنوں پر لٹکا دوں گا اور تم سسک سسک کر مرو گے تب تمھیں خبر ہوگی کہ کس کے غصے سے بچنا ضروری ہے اور کون سخت سزا دیتا ہے نیز تمھیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کون با اختیار ہے اور اقتدار کے ساتھ باقی ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ جو مشاہدہ ہمیں نصیب ہوا اور جن علوم سے ہمارا دل روشن ہوا ان کے مقابل تیری باتوں کی رائی برابر حیثیت نہیں اور تو خود کو رب منواتا ہے اس کے مقابلے میں جو ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اب تو ہمیں اس کی معرفت نصیب ہو گئی۔ ہم نے اسے جان لیا تیری کیا مجال ہاں تو جو چاہتا ہے کر گزر کہ وقتی طور پر اور دارِ دنیا میں اس نے تجھے اختیار بخشا ہے مگر یاد رکھ تیرا فیصلہ صرف دنیا کی زندگی کو متاثر کرے گا اور ہمارے نزدیک اس کا خاتمہ اس کی بارگاہ میں حاضری کا ذریعہ ہوگا۔ وہ عظیم رب جسے ہم نے مان لیا اور اب صرف ایک تمنا ہے کہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور یہ آخری گناہ کہ تیرے کہنے پر تیرے شاہی دبدبے سے مرعوب ہو کر اس کے محبوب کے مقابل جادو کرنے کے لیے آئے اور یاد رکھ اللہ ہی کی طرف سب خیر ہے اور وہی ہمیشہ رہنے والا ہے تُو فانی بھی ہے اور خیر سے محروم بھی اور یہ بھی سن رکھ کہ اس کی بارگاہ میں جو نافرمانی کرتا ہوا پہنچے گا وہ اسے جہنم میں پھینکے گا جہاں نہ تو اس کو موت آئے گی اور نہ زندگی کا کوئی تصور ہوگا۔ اب بھی وقت ہے سوچ لے جو بھی ایمان قبول کرے گا اسکے نبیوں کی اطاعت اختیار کرے گا اللہ اسے بہت بلند مقامات عطا فرمائے گا اور ایسے ہمیشہ کے شاداب اور خوبصورت باغوں میں رہے گا جن میں نہریں جاری ہوں گی اور اسے کبھی وہاں سے نکالا نہ جائے گا۔ جس نے بھی دل کا تزکیہ کر لیا اور نورِ ایمان سے دل منور کر لیا اسے [illegible]ی انعامات نصیب ہوں گے اور یوں وہ حق کے نقیب جو طلوع ہونے والے سورج نے فرعون کے جادوگروں کی صورت دیکھے تھے وقتِ غروب اسے موسیٰ علیہ السلام کے شہدا کی صورت میں نظر آرہے تھے۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ پھر ان کیلئے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک رستہ بنا دو پھر تمھکو نہ تو (فرعون کے) آپکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر ﴿۷۷﴾

77. And verily We inspired Moses, saying: Take away My slaves by night and strike for them a dry path in the sea, fearing not to be overtaken, neither being afraid (of the sea).

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾

پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ انکا تعاقب کیا۔ تو دریا (کی موجوں) نے ان پر چڑھ کر انہیں ڈھانک لیا (یعنی ڈبو دیا) ﴿۷۸﴾

78. Then Pharaoh followed with his hosts and there covered them that which did cover them of the sea.

وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سیدھے رستے پر نہ ڈالا ﴿۷۹﴾

79. And Pharaoh led his folk astray, he did not guide them.

يٰبَنِيٓ اِسْرَاۤءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ
عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ
الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (٨٠)
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا
تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ
وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (٨١)
وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (٨٢)
وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى (٨٣)
قَالَ هُمْ اُولَاۤءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ
اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (٨٤)
قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ
وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (٨٥)
فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ
قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا
حَسَنًا ۗ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ
اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ (٨٦)
قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا
وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ
فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ (٨٧)
فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ
فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ۙ
فَنَسِيَ (٨٨)
اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا
يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (٨٩) ع

اے آل یعقوب ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور
تورات دینے کے لئے تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور
تم پر من اور سلویٰ نازل کیا (۸۰)
اور حکم دیا کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں انکو کھاؤ اور
اس میں حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا
اور جس پر میرا عذاب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا (۸۱)
اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے
رستے چلے اس کو میں بخش دینے والا ہوں (۸۲)
اور اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے آگے چلے آنے میں کیوں جلدی کی؟ (۸۳)
کہا وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے پروردگار میں نے
تیری طرف آنے کی جلدی اس لئے کی کہ تو خوش ہو (۸۴)
فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے
اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے (۸۵)
اور موسیٰ غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے
اور کہنے لگے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ
نہیں کیا تھا؟ کیا میری جدائی کی مدت تمہیں دراز معلوم ہوئی
یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو۔ اور اس لئے
تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا (۸۶)
وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا بلکہ ہم
لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے پھر ہم نے اس کو آگ
میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا (۸۷)
تو اس نے ان کیلئے ایک بچھڑا بنا دیا یعنی اس کا قالب جس
کی آواز گائے کی سی تھی تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور
یہی موسیٰ کا معبود ہے مگر وہ بھول گئے ہیں (۸۸)
کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔
اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے (۸۹)

80. O Children of Israel! We delivered you from your enemy, and We made a covenant with you on the holy mountain's side, and sent down on you the manna and the quails,

81. (Saying): Eat of the good things wherewith We have provided you, and transgress not in respect thereof lest My wrath come upon you and he on whom My wrath cometh, he is lost indeed.

82. And lo! verily I am Forgiving toward him who repenteth and believeth and doth good, and afterward walketh aright.

83. And (it was said): What hath made thee hasten from thy folk, O Moses?

84. He said: They are close upon my track. I hastened unto Thee that Thou mightest be well pleased.

85. He said: Lo! We have tried thy folk in thine absence, and As-Samiri hath misled them.

86. Then Moses went back unto his folk, angry and sad. He said: O my people! Hath not your Lord promised you a fair promise? Did the time appointed then appear too long for you, or did ye wish that wrath from your Lord should come upon you, that ye broke tryst with me?

87. They said: We broke not tryst with thee of our own will, but we were laden with burdens of ornaments of the folk, then cast them (in the fire), for thus As-Sâmiri proposed:

88. Then he produced for them a calf, of saffron hue,[1] which gave forth a lowing sound. And they cried: This is your God and the God of Moses, but he hath forgotten.

89. See they not, then that it returneth no saying unto them and possesseth for them neither hurt nor use?

اسرار و معارف

القصہ تمام معجزات اور ساری تعلیمات سننے کے باوجود بھی جب فرعون نے راہِ راست قبول نہ کی تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ میرے بندوں یعنی اپنی قوم کو لے کر راتوں رات نکل جائیں اور فرعون کی حکومت اور ملک سے دوسری جگہ چلے جائیں کہ اس کے ظلم سے نجات حاصل ہو۔ بنی اسرائیل اگرچہ غلطی پر غلطی کرتے رہے مگر موسیٰ علیہ السلام سے

اہلِ اللہ سے نسبت کی برکت

نسبت کے سبب یہاں ان کو بھی عبادی کا اعلیٰ لقب عطا ہوا۔ گویا اہلِ اللہ سے نسبت بھی بہت بڑا انعام ہے اور رحمتِ باری کا سبب نیز ارشاد ہوا کہ سمندر کی طرف جائیے اور جب کنارے پر پہنچیں تو اپنا عصا پانی پر ماریں اس میں خشک راستے پیدا ہو جائیں گے۔ پانی اس طرح راستے چھوڑ دے گا کہ راستے میں نمی اور پانی کا اثر بھی نہ ہوگا نیز یہ خبر بھی دے دی کہ فرعون سے پکڑے جانے کا خطرہ بھی نہ جانیں وہ آپ کو پکڑ نہیں سکے گا اور نہ کوئی اور اندیشہ غرق وغیرہ کا کریں۔ بس آپ اللہ کے بھروسے پہ نکل کھڑے ہوں۔ چنانچہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل پڑے علی الصبح فرعون کو خبر ہوئی تو فوراً بہت بڑا لشکر لے کر پیچھے لپکا تب تک یہ لوگ سمندر کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ لوگ پکار اُٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے مگر موسیٰ علیہ السلام نے حوصلہ دیا اور فرمایا رب کریم میرے ساتھ ہے نیز سمندر پہ عصا مارا تو بارہ راستے پیدا ہو گئے۔ درمیان میں پانی کی دیواریں کھڑی تھیں چنانچہ ہر قبیلہ ایک راستے پر ہو لیا کہ ایک دوسرے کو دیکھتے اور بات بھی کرتے جاتے تھے۔ فرعون جب پہنچا تو یہ لوگ سمندر کے اندر تھے۔ اس نے بھی لشکر پیچھے ڈال دیا۔ جب وہ لوگ درمیان میں پہنچے تو بنی اسرائیل پار اُتر چکے تھے۔ چنانچہ پانی آپس میں مل گیا اور ان کو یوں ڈبویا کہ کوئی بھی نہ بچ سکا اور خود فرعون مع لشکر کے تباہ ہو گیا نیز صرف دنیا کی تباہی نہ تھی بلکہ اس نامراد نے تو پوری قوم کو گمراہ کر کے تباہی سے دوچار کر دیا اور انھیں کوئی راستہ نہ دکھا سکا۔ ان کی آخرت بھی برباد کر دی۔

اور ارشاد ہوا کہ اے بنی اسرائیل ہم نے تمھارے بہت ظالم دشمن کو تباہ کر کے تمھیں اس کے ستم سے نجات دے دی۔ پھر مزید انعام یہ ہوا کہ ارشاد ہوا طور پہاڑ کی دائیں وادی میں پہنچو کہ تمھیں کتاب عطا ہو اور پھر جب تم اس کے بعد وادی تیہ میں سرگرداں تھے تم پر آسمان سے پکے پکائے کھانے یعنی من وسلویٰ نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لذیذ کھانے ضرور کھاؤ مگر حد سے نہ بڑھو یعنی کھا کر نافرمانی نہ کرو یا ایک دوسرے سے چھپانا شروع نہ کر دو یا چھینا جھپٹی نہ کرو ورنہ پھر میرا غضب تمھیں آئے گا اور جس پر اللہ کا غضب نازل ہو وہ تباہ ہو جاتا ہے لیکن جو توبہ

کرے عقیدہ صحیح کرے اور عمل بھی درست کرے تو اللہ کریم بہت بڑا بخشنے بھی والا ہے۔

مجاہدہ ضروری ہے

اب موسیٰ علیہ السلام شوق میں آگے نکل گئے اور ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے امیر مقرر فرمایا کہ قافلہ تو اپنی رفتار سے چلے گا کہ انھیں حکم تھا طور پر پہنچ کر تیس روزے رکھیں پھر دس اور بڑھا کر چالیس کر دیئے گئے تب کتاب عطا ہوئی یعنی حصولِ برکات کے لیے مجاہدہ ضروری ہے مگر بنی اسرائیل اس وادی تک نہ پہنچے کہ مفسرین کرام کے مطابق وہ پیچھے اختلاف میں مبتلا ہو کر رُک گئے اور نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تو اس جرم میں مصیبت میں گرفتار ہوئے کہ سامری نامی ایک جادوگر بھی ساتھ تھا جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا اس نے ایک بچھڑا بنا کر انھیں اس کی پوجا کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے اسے پوجنا شروع کر دیا۔

اللہ اور اس کے رسول کا حکم توڑنے سے

دین اور دُنیا دونوں میں مصیبت آتی ہے

اُدھر موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ آپ قوم سے آگے چلے آئے آخر وجہ کیا تھی۔ عرض کیا اے اللہ وہ بھی پہنچنے والے ہوں گے۔ میرے پیچھے ہی تھے اور مجھے تو ذوقِ حضوری بھگا کر لے آیا تو اللہ کریم نے اطلاع دی کہ انہوں نے آنے کا فیصلہ ترک کر دیا تھا لہٰذا ہم نے انھیں امتحان میں ڈال دیا اور یوں سامری نے انھیں گمراہ کر دیا اور اب ان میں سے کچھ لوگ بچھڑے کی پوجا کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو بہت دُکھ بھی ہوا اور بہت خفا بھی ہوئے اور غصے میں بھرے ہوئے پلٹے قوم کے پاس پہنچے تو وہی حال یہاں دیکھا تو فرمایا اللہ نے تم سے کتنا خوبصورت وعدہ فرمایا تھا کہ وادی میں پہنچو تو تم وہ بھول ہی گئے۔ کیا اس پہ کوئی لمبا زمانہ بیت گیا تھا یا بدبختی کے باعث تم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اللہ کا غضب حاصل کیا جائے اور وعدہ توڑ دیا اور سفر ختم کر کے بیٹھ رہے۔ تب انھوں نے کہا ہم نے بخوشی تو ایسا نہیں کیا بلکہ واقعہ ہی عجیب رونما ہو گیا کہ ہمارے پاس فرعون کی قوم کے بہت سے زیورات تھے ہم نے وہ ضائع کرنے کے لیے آگ میں ڈال دیئے۔ ہمیں ہارون علیہ السلام نے کہا تھا کہ اس طرح تو کافر کا مال لینا بھی گناہ ہے۔ لہٰذا اسے ایک جگہ گلا کر اکٹھا کر رکھو پھر جیسے ارشاد ہو گا موسیٰ علیہ السلام آلیں تو ویسا عمل کیا جائے گا۔ مگر اس میں سامری نے بھی کچھ ڈالا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اس نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں سے مٹی اٹھالی تھی کہ اس نے اس میں حیات کا ہونا مشاہدہ

کیا تھا۔ جہاں گھوڑے کا قدم پڑتا روئیدگی ہو جاتی۔ چنانچہ ایک جسم بچھڑے کا بنا کر نکالا جس میں سے آواز نکلتی تھی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ محض بُت تھا اور اس میں سوراخ تھے۔ ان سے جب ہوا گذرتی تو آواز پیدا ہوتی مگر یہ بات ہو تو پھر سامری کے کچھ ڈالنے کا کیا معنیٰ۔ لہٰذا اکثر مفسرین کے مطابق اس بت میں زندگی کے آثار تھے جن میں سے ایک اثر یہ تھا کہ وہ آواز نکالتا تھا تو اس نے کہہ دیا کہ یہ تمھارا معبود ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا بھی جو بچھڑے سے بول رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بھول کر کہیں اور چلے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر آواز نکلتی بھی تھی تو کون ان کی آواز سن کر جواب دے رہا تھا یا ان کے کسی نفع و نقصان کا مالک ہو چلا تھا۔ محض ایک عجیب شے دیکھ کر یا ایک عجیب بات کا مشاہدہ کر کے انہوں نے معبود مان لیا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ
الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى
يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾
قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾
اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾
قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ
وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ
فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ
تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾
قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾
قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ
قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ
كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾
قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ
تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا

اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو ﴿٩٠﴾
وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس (کی پوجا) پر قائم رہیں گے ﴿٩١﴾
(پھر موسیٰ نے ہارون سے) کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکا ﴿٩٢﴾
(یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟ ﴿٩٣﴾
کہنے لگے کہ بھائی میری ڈاڑھی اور سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیئے میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا ﴿٩٤﴾
(پھر سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے؟ ﴿٩٥﴾
اُس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے فرشتے کے نقش پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی پھر اسکو (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) اچھا بتایا ﴿٩٦﴾
(موسیٰ نے) کہا جا تجھ کو (دنیا کی) زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے

90. And Aaron indeed had told them beforehand: O my people! Ye are but being seduced therewith, for lo! your Lord is the Beneficent, so follow me and obey my order.

91. They said: We shall by no means cease to be its votaries till Moses return unto us.

92. He (Moses) said: O Aaron! What held thee back when thou didst see them gone astray,

93. That thou followedst me not? Hast thou then disobeyed my order?

94. He said: O son of my mother! Clutch not my beard nor my head! I feared lest thou shouldst say: Thou hast caused division among the Children of Israel, and hast not waited for my word.

95. (Moses) said: And what has thou to say, O Sâmiri?

96. He said: I perceived what they perceive not, so I seized a handful from the footsteps of the messenger, and then threw it in. Thus my soul commended to me.[2]

97. (Moses) said: Then go! And lo! in this life it is for thee to say: Touch me not! and lo! there is for thee a tryst thou hast not break. Now look upon thy god of

Arabic	Urdu	English
لَنْ تُخْلَفَهُ ۚ وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾	(یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا۔ اور جس معبود کی پوجا پر تو (قائم و) معتکف تھا اسکو دیکھ ہم اسے جلا دینگے پھر اس کی راکھ کو اڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے ﴿۹۷﴾	which thou hast remained a votary. Verily we will burn it and will scatter its dust over the sea.
إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾	تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے ﴿۹۸﴾	98. Your God is only Allah, than Whom there is no other God. He embraceth all things in His knowledge.
كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾	اس طرح پر ہم تم سے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں اور ہم نے تمہیں اپنے پاس سے نصیحت کی کتاب عطا فرمائی ہے ﴿۹۹﴾	99. Thus relate We unto thee (Muhammad) some tidings of that which happened of old, and We have given thee from Our presence a Reminder.
مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾	جو شخص اس سے منہ پھیرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے گا ﴿۱۰۰﴾	100. Whoso turneth away from it, he verily will bear a burden on the Day of Resurrection,
خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾	(ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں مبتلا رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے برا ہوگا ﴿۱۰۱﴾	101. Abiding under it—an evil burden for them on the Day of Resurrection,
يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾	جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کرینگے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی ﴿۱۰۲﴾	102. The Day when the Trumpet is blown. On that Day We assemble the guilty white-eyed (with terror),
يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾	(تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو ﴿۱۰۳﴾	103. Murmuring among themselves: Ye have tarried but ten (days).
نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع ٥ ١٤	جو باتیں یہ کرینگے ہم خوب جانتے ہیں اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) تم ایک ہی روز ٹھہرے ہو ﴿۱۰۴﴾	104. We are best aware of what they utter when their best in conduct say: Ye have tarried but a day.

اسرار و معارف

ہارون علیہ السلام نے فوراً ان لوگوں کو اس کام سے باز رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا تم ایک بڑی آزمائش میں پھنس گئے ہو اور گمراہ ہو رہے ہو۔ لوگو تمہارا معبود تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے جو اس نافرمانی پر بھی تمہیں کسی فوری عذاب میں مبتلا نہیں کر رہا۔ لہٰذا توبہ کرو اور میری پیروی کرو اور میری یہ بات ضرور مان لو مگر وہ نہ مانے بلکہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ علیہ السلام واپس نہ آجائیں ہم تو اسی کی پوجا کرتے رہیں گے۔ مفسرین کے مطابق بنی اسرائیل تین گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک گروہ حضرت ہارون علیہ السلام کی پیروی پہ قائم رہا مگر ان کی تعداد کم تھی دوسرا گروہ بچھڑے کی پوجا تو کرنے لگا مگر اس شرط پر کہ اگر موسیٰ علیہ السلام نے منع فرمایا تو یہ کام چھوڑ دیں گے اور تیسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہم تو نہ چھوڑیں گے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی کرنا ہوگا اور ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

دریں اثنا حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے۔ جب قوم کا حال دیکھا تو ہارون علیہ السلام پر بہت ناراض ہوئے کہ جب یہ اس قدر گمراہی میں مبتلا ہو گئے تو تم نے میری طرح مقابلہ کیوں نہ کیا جیسا کہ میں نے فرعون جیسے جابر سے ٹکر لی تھی۔ آپ نے ان کو کیوں چھوڑ دیا کیا میری بات کی آپ نے بھی پروانہ کی کہ میں نے آپ کو ان کی اصلاح پر مامور کیا تھا اور غصے میں ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے تو انہوں نے عرض کیا میرے ماں جائے اس قدر غصہ نہ کریں میری گذارش بھی سن لیں کہ یہ تو مرنے مارنے پر تیار تھے اور میرے ساتھ اول تو لوگ کم تھے اور انہوں نے ہمیں کمزور سمجھ رکھا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی واپسی پر ان کی اصلاح کی امید تھی لیکن اگر میں مقابلہ کر چکا ہوتا تو بنی اسرائیل ہمیشہ کے لیے دو پارٹیوں میں تقسیم ہو جاتے اور یہ بات آپ بھی پسند نہ فرماتے اور اُلٹا ناراض ہوتے کہ تم نے میری بات کا پاس نہ رکھا۔

اجتہاد

یہ دونوں رائے اجتہادی تھیں کہ موسیٰ علیہ علیہ السلام کی رائے میں ان سے مقابلہ کر کے انھیں روکنا چاہیے تھا اور ہارون علیہ السلام کی رائے میں چونکہ موسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر ان کی اصلاح کی امید تھی لہٰذا تب تک برداشت کرنا بہتر تھا اور دونوں میں خلوص اللہ کی رضا کی طلب اور اللہ کے بندوں کی بھلائی مقصود تھی لہٰذا کسی کو بھی غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہی اختلاف مجتہدین میں ہوتا ہے نہ یہ کہ آجکل کی طرح ایک نیا دین گھڑ لینے کو اجتہاد کہا جائے۔ العیاذ اً باللہ۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے کہ تُو نے یہ کیا گل کھلایا تو کہنے لگا میں نے ایک عجیب بات دیکھی جو دوسرے نہ دیکھ سکے کہ "فرعون کے غرق کے وقت جبرائیل امین گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اور جہاں وہ گھوڑا قدم رکھتا وہاں سبزہ پیدا ہو جاتا تھا یا بعض مفسرین کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو طور پر لے جانے کے لیے وہ گھوڑے پہ آئے تھے سامری نے وہ مٹی جس پر گھوڑے کا قدم پڑا تھا اٹھا لی اور ایک بچھڑا بنا کر اس میں ڈال دی جس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ عجیب طرح کی آواز نکالنے لگا۔ کہنے لگا یہی میرے نفس نے مجھے سکھایا اور میں نے کر دیا۔ آپ نے فرمایا اب زندگی بھر کی رسوائی اور تنہائی تیری سزا ہے کہ تو نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگانے اور اپنی شہرت کی کوشش کی اب تیری سزا یہ ہے کہ تو دُنیا میں لوگوں سے بھاگتا اور چھپتا پھرے اور کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ مت لگانا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے اسے یہ مصیبت چمٹ گئی کہ

کسی سے چھُو جاتا تو اُسے بخار ہو جاتا اور چھُونے والے کو بھی لہٰذا وہ لوگوں سے دور بھاگتا اور کسی کو دیکھ لیتا تو چلاتا کہ مجھے ہاتھ مت لگانا۔ پھر اس کے بعد اللہ کا عذاب کا وعدہ ہے جس کے خلاف کبھی نہ ہو گا اور تجھے ضرور عذاب دیا جائے گا یعنی تجھے اب توبہ کی توفیق بھی نصیب نہ ہو گی اور یقیناً آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو گا اور جس معبود پر تو معتکف

بعض گناہوں کی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی سلب ہو جاتی ہے

تھا اور اپنی بیری چمکانا چاہتا تھا۔ ذرا اس کا حال بھی دیکھ کہ ہم اسے جلا کر اس کی راکھ بھی دریا میں اُڑا دیں گے اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ جو خود اپنی حفاظت نہیں کر سکا وہ عبادت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔ تم سب کا معبود اور حقیقتاً عبادت کا مستحق تو وہی ایک ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے اور اپنے ہر بندے کے ہر حال سے باخبر ہے۔

اس طرح ہم آپ کو گذشتہ اُمتوں کے احوال سے آگاہ کرتے ہیں کہ یہ حقائق آپ کی نبوت کی دلیل بھی ہوں کہ نہ آپ نے کوئی کتاب پڑھی نہ مدرسہ دیکھا نہ کسی کی شاگردی کی تو یہ حقائق محض اللہ کریم ہی کی عطا ہیں اور خاصہ نبوت ہیں نیز ہم نے آپ کو ایسی کتاب بھی دی جو انسانی زندگی کی ہر حال میں رہنمائی کرتی ہے اور بہترین نعمت ہے۔ چنانچہ گذشتہ واقعات بھی آئندہ کا طرزِ عمل اپنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔

قرآن سے رُوگردانی کی صورتیں

جو کوئی اس کتاب سے روگردانی کرے گا اسے اس روگردانی کا بوجھ یوم حشر اٹھانا پڑے گا جو ہمیشہ کے لیے اس کے گلے پڑ جائے گا۔ روگردانی کو علماء نے دو معنیٰ میں لیا ہے۔ اول انکار، ظاہر ہے اس کا نتیجہ کفر اور ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے۔ دوسرا معنیٰ اعراض کا یہ ہے کہ اسے پڑھنے یا سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے یا یا اگر پڑھے تو محض دنیا کی اغراض کے لیے وظیفہ بنائے یا غلط پڑھتا رہے اور اصلاح کی فکر نہ کرے یا بعض لوگ عمر بھر پڑھنے کا تکلف ہی نہیں کرتے اور اس پر عمل کی فکر نہ کرنا تو بہت ہی سخت اعراض ہے۔ اللہ کریم اس سے اپنی پناہ میں رکھے ۔ اور اللہ کی کتاب سے روگردانی کا یہ بوجھ یومِ حشر بہت ہی بُرا بوجھ ہو گا بلکہ جب صور پھونکا جائے گا تو کفار یا اس کا انکار کرنے والے تو ایسی حالت میں اُٹھیں گے کہ ان کی آنکھیں کرنجی ہوں گی یعنی بہت

ناپسندیدہ زنگ کی۔ انھوں نے ان سے کتاب اللہ کی صداقت بھی نہ دیکھی ۱ اور ڈرتے ڈرتے آپس میں سرگوشیاں کریں
گے کہ یہ تو زیادہ سے زیادہ دس روز ہی گذرے ہونگے کہ قیامت تمام ہوگئی یعنی بہت جلدی حساب دینا پڑ گیا۔ اب کیا
ہوگا جبکہ اُن میں سے بہتر رائے والا تو کہے گا دن بھر ہی گذرا ہوگا دس روز بھی کہاں گذرے اور اسے ان سے بہتر
رائے والے اس لیے فرمایا کہ یوم حشر اور آخرت کے مقابل تو دُنیا کی زندگی اور برزخ کا عرصہ ایسے ہی لگے گا یعنی
بہت کم ہوگا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا
رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾

اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ
خدا ان کو اڑا کر بکھیر دے گا (۱۰۵)

105. They will ask thee of the mountains (on that day). Say : My Lord will break them into scattered dust,

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾

اور زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے گا (۱۰۶)

106. And leave it as an empty plain,

لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾

جس میں نہ تم کجی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی) (۱۰۷)

107. Wherein thou seest neither curve nor ruggedness.

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ
لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾

اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے
انحراف نہ کر سکیں گے۔ اور خدا کے سامنے آوازیں پست ہو جائینگی
تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے (۱۰۸)

108. On that Day they follow the summoner who deceiveth not, and voices are hushed for the Beneficent, and thou hearest but a faint murmur.

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ
أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾

اس روز کسی کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص
کی جسے خدا اجازت دے اور اسکی بات کو پسند فرمائے (۱۰۹)

109. On that Day no intercession availeth save (that of) him unto whom the Beneficent hath given leave and whose He accepteth.

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو
جانتا ہے اور وہ اپنے علم سے خدا کے علم پر احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰)

110. He knoweth (all) that is before them and (all) that is behind them, while they cannot compass it in knowledge.

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

اور اس زندہ وقائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور
جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا (۱۱۱)

111. And faces humble themselves before the Living, the Eternal. And he who beareth (a burden of) wrongdoing is indeed a failure (on that Day).

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا
خوف ہوگا اور نہ نقصان کا (۱۱۲)

112. And he who hath done some good works, being a believer, he feareth not injustice nor begrudging (of his wage).

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا
فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ
يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

اور ہم نے اس کو اسی طرح کا قرآن عربی نازل کیا ہے اور اس
میں طرح طرح کے ڈراوے بیان کر دیئے ہیں تاکہ لوگ پرہیزگار
بنیں۔ یا خدا اُن کے لئے نصیحت پیدا کر دے (۱۱۳)

113. Thus We have revealed it as a Lecture in Arabic, and have displayed therein certain threats, that peradventure they may keep from evil or that it may cause them to take heed.

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ
بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ
وَحْيُهُ ۖ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾

تو خدا جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔ اور قرآن کی وحی جو تمہاری
طرف بھیجی جاتی ہے اسکے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے کے
لئے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے (۱۱۴)

114. Then exalted be Allah, the True King! And hasten not (O Muhammad) with the Qur'ân ere its revelation hath been perfected unto thee, and say : My Lord! Increase me in knowledge

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ

اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ اسے بھول گئے اور

115. And verily We made a covenant of old with Adam,

ع فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ ہم نے اُن میں صبر و ثبات نہ دیکھا ﴿١١٥﴾ but he forgot, and We found no constancy in him.

اسرار و معارف

اب تو یہ پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ مضبوط چٹانیں اور بلند پہاڑ بھلا کیسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتے ہیں تو فرما دیجیے کہ میرا رب ان کو ذرات بنا کر بکھیر دے گا اور زمین کو ایسا ہموار کر دے گا کہ کوئی بلندی پستی نہ رہے گی بلکہ ایک صاف میدان بن جائے گا جس میں کوئی روئیدگی تک نہ ہو گی۔ اس روز تو پکارنے والے کی بات ایسے مانیں گے کہ تیر کی طرح سیدھے پہنچیں گے۔ مفسرین نے مطابق حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر صور پھونکیں گے اور پکار کر کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو، گلے سڑے چمڑو اور ٹوٹے بالو آؤ آج اپنے رب کے پاس جمع ہو جاؤ تو ہر کوئی پھر سے زندہ ہو کر اس طرف چل پڑے گا اور آج کے بڑھ چڑھ کر بولنے والے ایسے دب کر چلیں گے کہ ہیبت الٰہی سے ان کی بولتی بند ہو گی اور قدم بھی احتیاط سے رکھیں گے حتیٰ کہ سوائے ہلکی سی چاپ کے کوئی آواز سنائی نہ دے گی اور وہ ایسا سخت دن ہو گا کہ شفاعت کرنے والے مقربین بھی صرف اسکی شفاعت کر سکیں گے جس کی شفاعت کی اللہ کریم نے اجازت دی ہے یعنی مومن کی۔ بغیر ایمان کے مرنے والا تو شفاعت سے بھی محروم ہو گا کہ شفاعت بھی ایسے ہی لوگوں کو نصیب ہو گی جن کی بابت اللہ کریم کو بات سننا پسند ہو گا۔

اللہ تو ان سب کے سب اگلے پچھلے حالات سے پوری طرح باخبر ہے مگر یہ اس کی اس عظیم صفت کو بھی سمجھ نہیں سکتے۔ اس روز تو اس ہمیشہ ہمیشہ اور بالذات قائم رہنے والے کے روبرو سب مخلوقات سرنگوں دم سادھے کھڑی ہو گی اور جو بھی ظلم کا بوجھ اٹھائے حاضر ہو گا وہ سخت نقصان میں رہے گا۔ یاد رہے سب سے بڑا ظلم شرک ہے جس میں عموماً کفار مبتلا ہوتے ہیں۔ اس روز عافیت صرف اچھے عمل کرنے والے ایماندار بندوں کو ہو گی کہ نہ ان کے ساتھ بے انصافی ہو گی نہ کوئی عمل ضائع ہو گا۔

عمل اور ایمان کا رشتہ

یہاں اعمالِ صالح کو ایمان سے پہلے بیان فرمایا ہے یعنی ایمان کی بقا اور ترقی کا مدار اعمال صالح پر ہے اگر اعمال میں کوتاہی ہو گی تو ایمان کو ضرور متاثر کرے گی اور کمزور پڑتا جائے گا۔

قرآن کو ہم نے عربی میں نازل فرمایا اور اس میں سب حالات اور پیش آنے والی مشکلات کو بہت وضاحت سے بیان کر دیا کہ بنی آدم ان سے بچنے اور اللہ کا قرب تلاش کرنے میں لگیں۔ اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو ان حالات کو سن کر سوچنے کا موقع تو پالے گا جو کبھی اس کی توبہ اور اصلاح کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ کی شان بہت بلند ہے اور وہ سچا اور حقیقی بادشاہ ہے کہ مخلوق پر اسقدر مہربان ہے اور اسے بار بار پیش آنے والے حالات سے آگاہ فرماتا ہے۔

آپ قرآن حکیم کو دہرانے میں جلدی نہ کریں اور جب تک وحی پوری ہو جائے صرف سنتے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل امین کے ساتھ ساتھ دہراتے جاتے تھے کہ یاد رہ جائے مگر یہاں ارشاد ہوا کہ آپ محنت نہ اٹھائیں اور اطمینان سے سنیں اسے آپ کے قلبِ اطہر میں نقش کرنا اور یاد کرانا ہمارا کام ہے۔ ہاں آپ دعا کیا کیجیے کہ اے پروردگار میرے علم میں زیادتی فرما۔ سبحان اللہ اگرچہ سب سے زیادہ علوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے مگر پھر بھی علومِ الٰہی کی کوئی انتہا نہیں آپ مانگتے جائیے مزید عطا ہوتے جائیں گے۔ معرفتِ الٰہی ہی علوم کا حاصل ہے اور اسی کو ولایت بھی کہا جاتا ہے لہٰذا ولایت کی بھی کوئی انتہا نہ ہوگی

ولایت کی انتہا نہیں

اگرچہ مراقبات و مقامات کی حد ہے مگر کیفیات کی انتہا نہیں اللہ جسے چاہے دیتا اور عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔

جب گذشتہ حالات بیان ہو رہے ہیں تو سب سے بنیادی واقعہ تو آدم علیہ السلام کا ہے جس سے شیطان کی انسان دشمنی بھی واضح ہو جاتی ہے کہ تب سے اس نے دشمنی کا عہد کر رکھا ہے اور سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو دھوکا دیا۔ جب ہم نے انہیں جنّت میں رکھا اور ایک خاص درخت کے پھل کو نہ کھانے کا عہد لیا تو وہ بھول گئے اور اپنی بات یا عہد پر مضبوطی سے قائم نہ رہ سکے۔ بھول کر عمل کرنا گناہ نہیں ہوتا اور انبیا علیہم السّلام معصوم ہوتے ہیں مگر مقربین کی بھول پر بہت سختی سے نوٹس لیا گیا نیز اس وقت نبی مبعوث نہ ہوئے تھے ورنہ وحی میں بھول بھی نہیں ہوتی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾	اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا ﴿۱۱۶﴾	116. And when We said unto the angels: Fall prostrate before Adam, they fell prostrate (all) save Iblis; he refused.
فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ	ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے	117. Therefor We said: O

Adam! This is an enemy unto thee and unto thy wife, so let him not drive you both out of the Garden so that thou come to toil.

118. It is (vouchsafed) unto thee that thou hungerest not therein nor art naked,

119. And thou thirstest not therein nor art exposed to the sun's heat.

120. But the Devil whispered to him, saying: O Adam! Shall I show thee the tree of immortality and power that wasteth not away?

121. Then they twain ate thereof, so that their shame became apparent unto them, and they began to hide by heaping on themselves some of the leaves of the Garden. And Adam disobeyed his Lord, so went astray.

122. Then his Lord chose him, and relented toward him, and guided him.

123. He said: Go down hence, both of you, one of you a foe unto the other. But if there come unto you from Me a guidance, then whoso followeth My guidance, he will not go astray nor come to grief.[5]

124. But he who turneth away from remembrance of Me, his will be a narrow life, and I shall bring him blind to the assembly on the Day of Resurrection.

125. He will say: My Lord! Wherefor hast Thou gathered me (hither) blind, when I was wont to see?

126. He will say: So (it must be). Our revelations came unto thee but thou didst forget them. In like manner thou art forgotten this Day!

127. Thus do We reward him who is prodigal and believeth not the revelations of his Lord; and verily the doom of the Hereafter will be sterner and more lasting.

128. Is it not a guidance for them (to know) how many a generation We destroyed before them, amid

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ
فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾
إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾
وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾
فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ
هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ
لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾
فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ
الْجَنَّةِ ز وَعَصٰىٓ اٰدَمُ رَبَّهٗ
فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾
ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ
وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾
قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ
اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾
وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً
ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾
قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيٓ أَعْمٰى وَقَدْ
كُنْتُ بَصِيرًا ﴿۱۲۵﴾
قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا ۚ وَ
كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾
وَكَذٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَدُّ
وَأَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾
أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسٰكِنِهِمْ ۭ

تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوا نہ دے پھر تم
تکلیف میں پڑ جاؤ ﴿۱۱۷﴾
یہاں تم کو یہ (آسائش) ہے کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے ﴿۱۱۸﴾
اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ ﴿۱۱۹﴾
تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ اور کہا کہ
آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو ہمیشہ کی
زندگی کا ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو ﴿۱۲۰﴾
تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں
ظاہر ہوگئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے اور
آدم نے اپنے پروردگار کے (حکم کے) خلاف کیا تو (وہ
اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے ﴿۱۲۱﴾
پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے
توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی ﴿۱۲۲﴾
فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ تم میں بعض بعض کے دشمن ہونگے
پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری
ہدایت کی پیروی کریگا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑیگا ﴿۱۲۳﴾
اور جو میری نصیحت سے منہ پھیریگا اس کی زندگی تنگ
ہو جائیگی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کرکے اٹھائینگے ﴿۱۲۴﴾
وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں
اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا ﴿۱۲۵﴾
خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیئے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں
آئیں تو تو نے انکو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھکو بھلا دینگے ﴿۱۲۶﴾
اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان
نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب
بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے ﴿۱۲۷﴾
کیا یہ بات ان لوگوں کیلئے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان
سے پہلے بہت سے قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکے رہنے کے مقامات

ع إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ میں یہ چلتے پھرتے ہیں عقل والوں کیلئے اسمیں بہت سی نشانیاں ہیں (۱۲۸) whose dwellings they walk? Lo! therein verily are signs for men of thought.

اسرار و معارف

پھر اس واقعہ کا متعلقہ حصّہ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کی تعظیم کے لیے سجدہ کریں تو شیطان جو اس وقت تک فرشتوں میں رہتا تھا سجدہ کرنے سے انکاری ہوا جبکہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اس کی تفصیل سورۂ بقرہ میں گذر چکی ۔ تو ہم نے آدم علیہ السلام سے فرمادیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ آپ سے دھوکہ کر کے آپ کو جنّت سے نکلوا دے اور زندگی کے مصائب سے دوچار کر دے کہ پھر بقائے حیات کے لیے محنت کرنا پڑ جائے ۔ گویا دارِ دُنیا میں زندگی گذارنے کے لیے

دُنیا میں بقائے حیات کے لیے محنت کرنا زندگی کا قاعدہ ہے

اس کے اسباب محنت سے حاصل کرنا ایک خاصیت ہے ۔ لہٰذا ہر آدمی کو رزقِ حلال حاصل کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے اور بغیر مشقت اٹھائے دولت ملنے کی امید عبث ہے نیز مشقت میں پڑنے کی بات اکیلے آدم علیہ السلام کے لیے ارشاد ہوئی جبکہ جنّت میں جانے یا وہاں سے نکالے جانے کی بات میں میاں بیوی دونوں کو خطاب ہے ۔ علماء نے اس سے استدلال فرمایا ہے کہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہے اور وہ محنت ومشقت سے روزی کمانے کا مکلف ہے نیز نفقہ میں چار بنیادی ضروریات ہیں جن کا یہاں خاص طور پر ذکر ہوا کھانا ، پینا ، لباس اور رہنے کا گھر ۔ لہٰذا جس کے ذمہ بھی کسی کا نفقہ ہو گا اسے اس کی یہ چار بنیادی ضروریات پوری کرنا ہوں گی ۔ اس سے زائد کوئی بیوی کو دیتا ہے یا اولاد کو تو وہ اس کا احسان شمار ہو گا ۔ اس لیے کہ یہاں انہی چار

بیوی کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہے اور نفقہ میں چار بنیادی ضروریات ہیں

باتوں کا ذکر ہے کہ جنت میں نہ تو بھوک ہے کہ ہر وقت بے شمار نعمتیں کھانے کو موجود نہ لباس کی محتاجی کہ جنّت میں لباس ہے اور نہ پانی کی قلت کہ پیاسا رہنے کا اندیشہ ہو اور نہ گھروں کی

کمی کہ موسموں کی شدت کا خطرہ پیش آئے لیکن شیطان نے ان کو وسوسہ میں مبتلا کر دیا کہ اے آدمؑ میں تجھے ایک ایسے درخت یا پودے کا پتہ دیتا ہوں کہ اگر تو اس کا پھل کھائے تو تجھے یہ جنت کی نعمتیں اور اللہ کا قرب ہمیشہ ہمیشہ حاصل رہے گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اس نے اس پر اللہ کی قسم کھائی جس سے آدم علیہ السلام کو دھوکا ہوا اور دونوں میاں بیوی نے اس کا پھل کھالیا جس کا فوری اثر تو یہ ہوا کہ جنت کا لباس اُتر گیا اور دونوں برہنہ ہو گئے دونوں بڑے بڑے پتے لے کر اپنا ستر ڈھانپنے لگے گو ستر عورت انسان کی

انسانی فطرت

فطرت میں ہے اور زمین پر آنے سے قبل بھی برہنگی انسانی مزاج کے خلاف تھی۔ مغرب کی برہنہ تہذیب انسانیت کے بنیادی اوصاف سے محرومی کا پتہ دیتی ہے نیز یہ تہذیب جس پہ آج کی اکثریت فدا ہے اہلِ مغرب نے جانوروں سے حاصل کی ہے۔

آدم علیہ السلام سے اپنے پروردگار کی بات میں بھول ہو گئی اور وہ بہک گئے۔ یہاں عصٰے اور غویٰ جیسے الفاظ اللہ کی طرف سے ان کی عظمت شان کے مطابق معمولی بھول پر ارشاد ہوئے ہیں کہ مقربین کی لغزش بھی جرم شمار ہوتی ہے لیکن علماء کا اتفاق ہے کہ بجز قرآن کی آیت کے یا جہاں حدیث شریف میں لفظ آیا ہے کسی کے لیے آدم علیہ السلام پر یہ لفظ بولنا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ایسے الفاظ سے فاعل بنا کر نبی کی طرف منسوب کیا جائے جیسے کوئی عاصی کہے یا موسیٰ علیہ السلام کو اجیر یا یونس علیہ السلام کو ظالم تو یہ ہرگز جائز نہ ہوگا جبکہ ایسے الفاظ اپنے قریبی فوت شدہ مسلمان کے لیے بھی جائز نہیں تو انبیاء علیھم السلام کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ چنانچہ آپ زمین پر آئے اور جبرائیل امین نے کھیتی باڑی کرنا اور کھانا کپڑا بنانا سکھایا۔

ارشاد ہوا اب تم سب یہاں سے زمین پر جاؤ مگر یاد رکھو تمہاری آپس میں دشمنی چلتی رہے گی اور میری طرف سے ہدایات بھی نصیب ہوں گی میرے نبی میری کتابیں لائیں گے تو جس کسی نے ان سے روگردانی کی اور میری یاد کو بھلا دیا وہ دو طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوگا اول اس کی روزی تنگ کر دی جائے گی۔ یہاں یہ مت بھولیے کہ اس تنگی سے مال کی تنگی یا مشکلات مراد ہیں وہ تو سب سے زیادہ انبیاءؑ کو اور اولیاءاللہ کو پیش آتی ہیں مگر ان کے قلوب کبھی پریشان نہیں ہوتے برخلاف بدکار کے کہ اس پر دولت کی بارش بھی ہو تو بھی دل نہیں بھرتا اور مزید لالچ اس کا سکون حرام کیے رکھتا ہے اور اکثر جمع کرتے کرتے مر جاتے ہیں مگر عجیب وغریب

امراض انہیں کبھی چین کا سانس نہیں لینے دیتے جبکہ اہل اللہ کے قلوب ہر حال میں انوارات الٰہی سے منور اور پرسکون ہوتے ہیں اور دوسرا عذاب یہ ہوگا کہ روز حشر اٹھیں گے تو اندھے ہوں گے اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہمیں اندھا کر کے کیوں اٹھایا جبکہ ہم دنیا سے تو روشن آنکھیں لائے تھے۔ ارشاد ہوگا دنیا میں تیرے پاس میری نشانیاں آئیں میرے نبی آئے ۔ اور میری کتابیں بھی لائے مگر تو انھیں دیکھنے سے الگ رہا بیشک آنکھ دنیا کے سب کاموں کے لیے بھی تھی مگر اس کی اصل افادیت تو میری عظمت کو دیکھنا تھا جسے تو بھول گیا تو آج ہم نے تجھے بھلا دیا اور آنکھوں سے محروم کر دیا۔ بھولنا اللہ کی عظمت کے خلاف ہے لہٰذا جہاں بھی ایسے سلبی الفاظ ذات باری کی طرف منسوب ہوں گے ان سے معنیٰ بعید مراد لیا جاتا ہے یعنی بھولنے کا نتیجہ مراد لیا جائے گا۔

جو بھی حد سے بڑھے گا ایمان کی حدود سے باہر ہوگا اور اللہ کی آیات پہ ایمان نہ لائے گا اسے ایسا ہی بدلہ دیا جائے گا اور یہ تو برزخ یا میدان حشر کی بات ہے اس سے آگے ہمیشہ کی زندگی ہے جس کے عذاب اس سے بہت سخت بھی ہوں گے اور کبھی نہ ختم ہونے والے بھی ۔

اگر یہ اپنی دنیا کی دولت اور عیش پہ نازاں ہیں تو انھیں اپنے سے پہلی قوموں کا انجام نظر نہیں آتا جن کے کھنڈروں سے یہ گذرا کرتے ہیں اور تاریخ جن کے احوال سے بھری پڑی ہے۔ ان کے وسائل بھی بہت زیادہ تھے مگر گمراہی کے نتیجہ میں انہیں تباہ کر دیا گیا اور ایسے ہلاک ہوئے کہ کچھ باقی نہ بچا ان باتوں میں عقلمند لوگوں کے لیے بہت سامانِ عبرت ہے ۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾

اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کیلئے) ایک میعاد مقرر ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا ﴿١٢٩﴾

129. And but for a decree that had already gone forth from thy Lord, and a term already fixed, the judgement would (have) been inevitable (in this world).

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾

پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تاکہ تم خوش ہو جاؤ ﴿١٣٠﴾

130. Therefore (O Muhammad), bear with what they say, and celebrate the praises of thy Lord ere the rising of the sun and ere the going down thereof. And glorify Him some hours of the night and at the two ends of the day, that thou mayst find acceptance.

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے

131. And strain not thine eyes toward that which We cause some wedded pairs among them to enjoy the flower of the life of the world,

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ (۱۳۱)
وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ
لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَ
الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ (۱۳۲)
وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ
أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ (۱۳۳)
وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِۦ
لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا
فَنَتَّبِعَ ءَايَـٰتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ
وَنَخْزَىٰ (۱۳۴)
قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ
فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَـٰبُ الصِّرَٰطِ
السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ (۱۳۵) ع

پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (۱۳۱)
اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو ہم تم سے
روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں۔
اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے (۱۳۲)
اور کہتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی
کیوں نہیں لاتے کیا انکے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی (۱۳۳)
اور اگر ہم ان کو پیغمبر (کے بھیجنے) سے پیشتر کسی عذاب سے
ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری
طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے
سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے (۱۳۴)
کہہ دو کہ سب (نتائج اعمال کے) منتظر ہیں سو تم بھی منتظر رہو۔
عنقریب تمکو معلوم ہو جائیگا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر چلنے والے
کون ہیں اور (جنت کی طرف) راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم) (۱۳۵)

that We may try them thereby. The provision of thy Lord is better and more lasting.

132. And enjoin upon thy people worship and be constant therein. We ask not of thee a provision: We provide for thee. And the sequel is for righteousness.

133. And they say: If only he would bring us a miracle from his Lord! Hath there not come unto them the proof of what is in the former Scriptures?

134. And if We had destroyed them with some punishment before it, they would assuredly have said: Our Lord! If only Thou hadst sent unto us a messenger, so that we might have followed Thy revelations before we were (thus) humbled and disgraced!

135. Say: Each is awaiting; so await ye! Ye will come to know who are the owners of the path of equity, and who is right.

—o—

اسرار و معارف

اور یہ لوگ بھی یقیناً تباہ ہو چکے ہوتے مگر اللہ کا وعدہ کہ اس نے موت اور حساب کتاب کا وقت مقرر فرما دیا ان کی مہلت کا سبب ہے۔ اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو کافر ارتکابِ کفر پر ہی فوراً عذاب میں پکڑا جاتا لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ایک وقت تک انہیں مہلت دی گئی ہے اور تب تک یہ چونکہ پوری طرح صرف دنیا حاصل کرنے پر لگے ہیں اور بھی ایسے لوگوں کو دنیا کی دولت بہت دے دیتے ہیں جو مزید امتحان کا باعث بنتی ہے لہٰذا آپ ان کی کڑوی کسیلی باتوں پر صبر کیجیے اور ان کے مقابل اپنا وقت اللہ کی یاد اور اس کی عبادت میں صرف کیجیے۔ بیشتر مفسرین نے یہاں تسبیح سے صلوٰۃ مراد لیا ہے کہ آگے صلوٰۃ ہی کے اوقات کا ذکر بھی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ سورج طلوع ہونے سے قبل دن کی ابتدا اللہ کی عبادت سے کیجیے اور غروبِ آفتاب سے پہلے بھی دن میں بھی اور رات کے اوقات میں بھی غرض مسلسل اللہ کی عبادت کیا کیجیے کہ دشمن کی ایذا سے بچنے کا سب سے محفوظ قلعہ اللہ کی یاد ہے اور اس کی عبادت ہی صبر کی توفیق اور برداشت کی قوت عطا کرتی ہے ذکرِ الٰہی قربِ الٰہی اور توفیقِ عبادت کے

ساتھ دنیا کے کاموں میں بھی معیتِ باری کا سبب ہے لہٰذا مومن کبھی تنہا نہیں رہتا اور ہر حال میں اللہ اس کے ساتھ اس کی مدد کے لیے موجود ہوتا ہے نیز کفار کی دولت مندی کا خیال نہ کیا جائے کہ یہ دولت ہی انہیں اللہ سے دُور رکھنے کا باعث بن گئی ہوئی ہے اور سب سے بہترین رزق وہ ہے جو اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے یعنی مومن اسلام کے حکم کے مطابق کام کرتا ہے تو اس کی مزدوری اور کام بھی عبادت شمار ہوتا ہے اور اسے کسبِ حلال پر جو بھی مل جائے اللہ کی طرف سے ہے اور بہترین رزق ہے کہ نہ صرف دُنیا میں اپنے ساتھ دل کا سکون بھی لاتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اللہ کی عنایات کا باعث ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں اگر کافر دولتِ دُنیا کے جمع کرنے میں عمرِ عزیز ضائع کر رہا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہت بڑی مصیبت ہے اور مومن کو کسبِ حلال کے ساتھ اللہ کی عبادت میں اپنا وقت لگانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ اپنے گھر والوں کو بھی اللہ کی عبادت کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر مضبوطی سے قائم رہیے یعنی ہر ایماندار کو چاہیے کہ خود بھی عبادت پر قائم رہے اور عبادت کا ایک ماحول بنائے اور اہلِ خانہ کو عبادت کا پابند کرے نہ یہ کہ خود بھی ان سے متاثر ہو کر کوتاہی کرنے لگے۔ اس لیے کہ اللہ کریم بندے سے روزی پیدا کرنے کا نہیں کہتا بلکہ بندوں کو روزی دینا اس کا کام ہے کوئی بندہ رزق پیدا کر کے اسے نہیں دیتا وہ بندوں کو عطا کرتا ہے اور رزق دینا صرف جسم کی حیات کو قائم رکھنے کے لیے ہے جبکہ اصل دولت آخرت کی امارت و دولتمندی ہے جو تقویٰ یعنی اللہ کی عبادت اس کی یاد اور اس کی اطاعت سے نصیب ہوتی ہے۔

یہ تو ابھی تک کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی دلیل اور مضبوط نشانی نہیں ملی کہ ایمان لائیں کیا جو خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے تمام پہلی کتابوں میں بھی موجود تھی جب وہ پوری ہوگئی اور عین ان نشانیوں کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور قرآن بھی نازل ہوا یہ کم نشانی ہے؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انہیں تباہ کر دیا جاتا تو یہ ضرور کہتے کہ اللہ کریم ہمیں ہلاک کرنے سے پہلے آپ نے اپنا کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس کی اطاعت کرتے اور تیرے احکام کی پیروی کر کے اس ذلالت و تباہی سے بچ جاتے اور اب جب یہ دونوں نعمتیں موجود ہیں تو ان کا رویہ دیکھیں آپ فرما دیجیے کہ ہر کوئی جو کچھ بھی کرتا ہے اس کے نتیجے کا منتظر رہتا ہے لہٰذا تم بھی انتظار کرو ایک وقت آرہا ہے جو واضح کر دے گا کہ کون ہدایت کے راستے پر تھا اور کامیابی کس کو

نصیب تھی یعنی اگر ایمان نہیں لاتے تو موت اور قیامت کا انتظار کریں فیصلہ سامنے آجائے گا۔ یہی سب سے بڑی محرومی ہے جو غور و فکر نہ کرنے اور ایمان نہ لانے کے باعث انہیں نصیب ہوئی کہ روزِ حشر حق و باطل کی خبر تو ضرور ہو جائے گی مگر حق قبول کرنے کا وقت گذر چکا ہوگا اور اس وقت کی سمجھ سوائے حسرت کے کچھ نہ دے گی اور کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

الحمدللہ سولھواں پارہ اور سورۃ طٰہٰ آج ۷ار جنوری ۹۳ء بمطابق ۲۳ رجب ۱۴۱۳ھ کو تکمیل پذیر ہوئی۔ اللہ کریم حق پر قائم رہنے اور باقی کام پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔